وہ نور جس سے ذرۂ خاور ہو آفتاب
ایسی شعاعِ نور کا سینہ تمھی تو ہو

شعاعیں

(حمد و نعت، منقبت و غزلیات)

خاور سہروردی

پیشکش ... با صد محبت و شفقت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"از ... محبت"

خالد سهروردی

(سوئد) ۹ سپتمبر ۲۰۱۳ میلادی

وہ نور جس سے ذرۂ خاور ہو آفتاب
ایسی شعاعِ نور کا سینہ تمھی تو ہو

شعاعیں

(حمد و نعت، منقبت اور غزلیات کا مجموعہ)

خاور سہروردی

ناشران : حسیب خاور سہروردی۔ رمیز خاور سہروردی
61۔ یثرب کالونی ملتان روڈ، لاہور

فہرست

انتساب عرض سعید	3/4	بھولے بھالے	30	بے ہوش تھا	53
یادایامِ چند	7	این و آں گزرے	30	معلوم ہوتی ہے	53
رُخِ ثانی	10	پیام آرہے ہیں	31	بیاں نہ کر سکے	53
حسبی اللہ	10	رواں رواں ہوتا	31	آشکار کر	54
جلوۂ جانانہ چاہیے	11	نام آتا ہے	32	خیالِ یار	54
فنا ہوتی ہیں تدبیریں	11	سب سے نرالے	33	ہوش دل مجھے	54
پاک نہ ہو	12	ماہ رو وہ آگئے	33	کامراں دیکھا نہیں	55
صلی علیٰ نبینا	13	اعجاز تو دیکھو	34	لذتِ درد ہو	55
علیہ وسلم	15	سرفراز ہو جائے	34	پردہ نہ کیجیے	56
سلام علیک	16	اچھالے ہیں	35	دکھا تو دے	56
محمدؐ میں گم ہوں	17	کوئی بات کیجیے	35	جا رہا ہوں میں	56
دم سے ہے	18	سوال کرتے ہیں	35	جگنو	57
راہیں مل گئی ہیں	19	بات ہو گئی ہو گی	36	آزار دیکھا کیجیے	57
نشے میں گم	19	پلایا جا رہا ہے	37	ملتا نہیں	58
عیاں دیکھتے ہیں	20	خراب ہو جائے	37	دیوانہ جاتے ہیں	58
شمعِ حرمِ کبریا	20	نورِ مجسم	38	راہ کرتا ہوں	58
ترے آستاں سے	21	محمدؐ عربی	39	برباد کرتے ہیں	59
سامان محمدؐ ہیں	22	قبلہ بنا لیا	39	بے نقاب ہے	59
آستاں پہ رولوں	22	غوث الاعظمؒ المدد	40	بے اختیار آئی	59
بن گئے ہیں	23	ابوالفیض قلندرؒ	41	خوں ہو رہا ہے	60
تمہی تو ہو	23	شیخ المشائخ پیر قلندرؒ	41	ترجماں ہو کر	60
نہ جا سکوں گا	24	جدھر جائیں	46	ساماں نکلا	60
بنتی ہے	25	گل بن گئی	48	یاد کرو گے	61
نظر ہو جاتی ہے	25	لڑ پھڑیا	48	فنا چاہتا ہوں	61
سمجھا ساجن	26	نہ چپ کروا	49	بنا جائے گا	61
پروانے محمدؐ کے	27	یار منانا ایں	50	بتایا کرے کوئی	62
بن گئی ہے	28	رُخِ اول	51	معمور کر دے	62
شفاعت سہارا	28			کرم کر دے	63
محمدؐ کے نام سے	29	رباعیاں / قطعات	51	پردے میں ہو	63
محبوب منانے کی	29	نہ بن جائے	52	سحر آ رہی ہے	63

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنتساب

اپنے پیرو مرشدِ کامل

غوثِ زماں، قلندر رسول نما

مجددِ سلسلۂ عالیہ سہروردیہ

حضرت ابوالفیض

سید قلندر علی سہروردیؒ

کے نامِ نامی

جنھوں نے اپنی اک نگاہِ فیض سے

مری دنیائے دل بدل ڈالی

بدل ڈالی نگاہِ فیضؒ نے دنیائے دل خاورؔ
کہ ہر لحظہ میسّر ہے مجھے دیدار کا عالم

عرضِ سدید

جب کبھی اختلاجِ قلب بڑھ جائے تو میں اپنے دوست حکیم راحت نسیم کی طرف دیکھتا ہوں اور ان سے ملنے "ہمدرد مطب" میں چلا جاتا ہوں۔ اگلے روز جب ہماری عدلیہ پر چند سیاستدانوں نے یلغار کردی تھی تو خبر سنتے ہی میرا دل بیٹھنے لگا۔ میں دوڑا دوڑا کانپتا کانپتا راحت نسیم صاحب کے پاس پہنچا۔ عام طور پر اس حالت میں وہ میرے لئے "خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہردار" تجویز کرتے ہیں لیکن آج نبض پر ہاتھ رکھتے ہی وہ میرے اندر کے روگ کو پہچان گئے۔ کہنے لگے: "بیماری جسمانی نہیں روحانی ہے اور اس کا علاج دوا نہیں دعا ہے۔" انہوں نے مشورہ دیا کہ میں کچھ وقت عادلوں کے عادل، منصفوں کے منصف اور حاکموں کے مثالی حاکم نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسِ غائبانہ میں تصوراتی طور پر بیٹھوں اور بہ حضوریٔ قلب نعت و درود پڑھوں۔ نعتوں کے سلسلہ میں بھی انہوں نے ہی میری رہنمائی فرمائی اور جناب خاور سہروردی کا مجموعۂ نعت جو ابھی شائع نہیں ہوا مجھے عنایت کردیا۔

اب حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس غیر مطبوعہ کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو میری حرارتِ غریزی نہ صرف متوازن ہونے لگی بلکہ اختلاجِ قلب کی جگہ راحتِ قلب محسوس ہونے لگی۔ سوچا تو وجہ بھی ظاہر ہوگئی۔ خاور سہروردی پر بھی کسی وقت میرے جیسی کیفیت ہی وارد ہوئی تھی وہ سالکِ راہِ حق حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اُن کے پیر ہیں۔ مرشد نے ایک نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا:

"خاور صاحب! آپ کو رب العزت نے شعر و شاعری کا ملکہ عطا فرمایا ہے آج اپنا کلام سنایئے۔" خاور صاحب نے پہلے تامل کیا، عجز و انکساری کا اظہار کیا، اپنے کلام کے عامیانہ بلکہ سوقیانہ ہونے کا اعتراف بھی کیا لیکن مرشد کا حکم کیسے ٹال سکتے تھے۔ جس مجلس پر مرشد کے روحانی انوار سایہ فگن تھے اس مجلس میں انہوں نے ایک غزل سنائی۔ مطلع تھا:

نگاہوں کا بدلنا اک نئی مشکل نہ بن جائے
نئی مستی، نیا ساقی، نئی محفل نہ بن جائے

اور واقعی مرشد کے گوشِ سماعت سے یہ غزل گزری۔ انہوں نے اپنے قلبِ مبارکہ کی دھڑکن کو خاور کے دل کے ساتھ ہم آہنگ کیا تو نئی مستی پیدا کردی۔ اس ایک لمحے وہ خاور کو غزل کی محفل سے نکال کر نعت کی محفل میں لے آئے۔ ساقی بدل گیا تو اس کے ساتھ ہی دل میں محبوب بھی نیا جلوہ افروز ہوگیا اور یہ نبیٔ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی تھی جن کی ثنا کی طرف خاور کا رخ ان کے مرشدِ کامل نے موڑ دیا تھا لیکن اب نئی مشکل یہ پیدا ہوگئی کہ وہ نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھیں تو کیونکر لکھیں؟ ہرچند ان کا نامۂ اعمال منور ہے لیکن جب گنبدِ خضرا کے مکین اور رحمت للعالمین کا تصور کرتے تو اپنی ہستی انہیں دنیا کی پستی نظر آتی اور سرِ خجالت سے ان کا جھک جاتا لیکن حیرت کی بات ہے کہ اس کے بعد ان پر جو شاعری وارد ہوئی وہ نعت کی شاعری تھی جو زیرِ نظر کتاب "شعاعیں" کا حصہ دوم ہے لیکن تقدیم کے طور پر پہلے ترتیب دیا گیا ہے اس لئے کہ:

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

خاور سہروردی کی نعتوں میں جذبے کی فراوانی ہے، قلب و نظر کی شادمانی ہے۔ حُبِّ نبویؐ کی حدت ہے۔ اپنے مرشد کی عقیدت کی شدت ہے۔ اس وفور میں وہ نعت نگاری کے ہر مشکل مقام سے آسانی اور

کامیابی سے گزرتے چلے گئے۔ یوں محسوس ہوا کہ جیسے صبح کاذب کے ملگجے اندھیرے میں وہ خورشید خاوری کے مثیل ہیں۔ صحن گلشن سے گزر رہے ہیں' پھولوں کو صدائے سرمدی سنا رہے ہیں' انہیں رنگ و نکہت عطا کر رہے ہیں جس طرح پھول سے خوشبو اٹھے تو وہ چمن کی دیوار عبور کر جاتی ہے اِسی طرح خاور سہروردی کی نعت اس کتاب کے صفحات میں مستور نہیں رہتی بلکہ اس کا تقدس دل و دماغ کو سرشار کر دیتا ہے۔ میں نے ورق گردانی شروع کی تو ہر شعر پر منہ سے بے اختیار "سبحان اللہ" نکل جاتا۔ دل سے خاور سہروردی کے لئے دعا نکلتی کہ وہ کتنے خوش قسمت تھے کہ پیر کامل کی اِک نگاہِ دلنواز نے ان کی دنیا بدل دی۔ وہ گمراہی کے اندھیروں سے نکل کر آگہی کے اُجالوں میں آ گئے اور اب اُس اُجالے کی "شعاعیں" قلب و نظر کے تمام سلسلوں کو منور کر رہی ہیں۔

اِس وقت جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں تو میرا اختلاجِ قلب مائل بہ اعتدال ہو چکا ہے اور میں غائبانہ طور پر حکیم راحت نسیم صاحب کا شکریہ ادا کر رہا ہوں کہ انہوں نے میرے روگ کو پہچان لیا تھا اور اس کے لئے صحیح نسخہ تجویز کیا تھا۔

آخر میں مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ میں خاور سہروردی کی پہلے دور کی شاعری پڑھنے کا متمنی تھا۔ انہوں نے علامہ تاجور نجیب آبادی کی صدارت میں مشاعرے پڑھے ہیں میں ایک طالب علم کی حیثیت میں اُن مشاعروں کا ایک ادنیٰ سامع رہ چکا ہوں۔ اب ایس۔ پی۔ ایس۔ کے (S.P.S.K) ہال جو کبھی موری دروازہ (لاہور) کے باہر علم و ادب کا مرکز تھا معدوم ہو چکا ہے۔ خاور صاحب نے اُس کا ذکر کیا تو بہت سی پرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔ لیکن یہ تسلیم کرنے میں مجھے کوئی عار نہیں کہ خاور سہروردی کی نعتیں پڑھنے کے بعد میں ان کی پہلے دور کی شاعری پڑھ نہیں سکا۔ خاور صاحب! مجھے معاف کر دیجئے میں نعت کے سحر سے نکلوں گا تو اس کتاب کا پہلا حصہ بھی ضرور پڑھوں گا۔ والسلام!

لاہور ۲۴ دسمبر ۱۹۹۷ء

(ڈاکٹر) انور سدید
(ایم اے۔ پی ایچ ڈی)
نوائے وقت لاہور

ایک ضروری وضاحت

"شعاعیں" اور "فروغ و فراغ" میرے دونوں منظوم مجموعے تادمِ تحریر میری ذات اور میرے چند مخصوص حلقۂ احباب تک محدود رہے جب یہ عزیز محترم پروفیسر حکیم راحت نسیم سوہدروی (جو ماہر طبیب ہونے کے علاوہ انتہائی باذوق اور منفرد اہلِ قلم بھی ہیں) کے زیرِ مطالعہ آئے تو انہوں نے اُن کو منظرِ عام پر لانے کے لئے مسلسل اِصرار شروع کر دیا۔ میں اپنی کم علمی اور اصنافِ سخن میں اپنی بے بضاعتی کے پیشِ نظر اجتناب ہی کرتا رہا اسی اثناء میں حکیم صاحب نے "شعاعیں" مکرم و محترم جناب انور سدید صاحب اور "فروغ و فراغ" محترم و معظم جناب ریاض احمد ریاض صاحب کی خدمت میں بھجوا دیئے چند دنوں کے بعد جب میں آپ کے مطب میں گیا تو آپ نے اِس بات کا ذکر کیا کہ میں نے آپ کا کلام ملک کی دو ایسی مقتدر ہستیوں کو بھجوا دیا ہے جن کا "ادب" میں اپنا منفرد مقام ہے اور وہ اس فن میں اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یقین کیجئے اُن کی یہ اطلاع میرے لئے باعثِ تشویش ہوئی اس لئے کہ "من آنم کہ من دانم" حکیم صاحب مسکرائے اور فرمایا: تبصرہ آنے دیجئے پھر فیصلہ ہو گا کہ یہ مجموعے منظرِ عام پر لانے کے قابل ہیں یا نہیں۔ میرے پاس سوائے خموشی اور انتظار کے اب کوئی چارا نہ تھا۔ چند دنوں بعد دونوں حضرات کی طرف سے تبصرے آ گئے تو حکیم صاحب نے مجھے فون پر اطلاع دے دی۔ میں حاضر ہوا تو آپ کے چہرے کی بشاشت اِس امر کی غماز

تھی کہ اُن کی رائے میرے مقابلے میں زیادہ وقیع ہے۔

جناب ریاض احمد ریاضؔ نے اپنے تبصرے میں کلام کو بحیثیت مجموعی درخورِ اعتنا ہی سمجھا البتہ اصنافِ شعری کے چند اسقام کی نشاندہی بھی مسودے پر بعض جگہوں پر فرمادی جو اُن کی کامل استادانہ حیثیت اور قادر الکلامی پر دال ہے۔ ساتھ ہی مجھے اُن مقامات پر نظرِ ثانی کا بھی لکھ بھیجا۔ میں ان کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے اُن مقامات پر "بے سُرا ہونے (بعض مصرعوں کے بے وزن ہونے) سے بچالیا۔ تاہم زبان دانی اور صنائع بدائع کے چند نقائص دور کرنے میں ممکن ہے بعض جگہ میں ان کے معیار پر پورا نہ اتر سکوں۔ اِس کمزوری کو چھپانے میں میری کم علمی کی میلی چادر میرے شانوں سے کھسکنے نہیں پائی۔ شاید کہ بے اختیاری یا کم علمی کا عمل دخل غالب ہے لہٰذا ملتمس ہوں کہ اگر کسی مقام پر اِس مجذوب سالک کی میلی چادر کا کوئی سرا قطار کارواں سے باہر سرکتا یا اُڑتا نظر آجائے تو ازراہِ بندہ پروری نظرانداز فرمادیں۔

محترم جناب انورؔ سدید صاحب کا تبصرہ تو عشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور آنحضرتؐ کی مقدس ذاتِ گرامی سے ان کی شدید بلکہ والہانہ محبت وعقیدت کا آئینہ دار ہے۔ انہوں نے "شعاعیں" میں مندرج نعتوں کا مطالعہ اِسی والہانہ جذب وشوق اور کیفیتِ رندانہ کے عالم میں فرمایا ہے اور اپنے تبصرے کے آخر میں صرف اتنا ہی لکھ دیا ہے کہ میں تمہارے پہلے دورِ نوجوانی کی شاعری پڑھ نہیں سکا۔ جب نعت کے سحر سے نکلوں گا تو یہ حصہ بھی ضرور پڑھوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے میرا دل رکھا ہے۔ یعنی :۔

ع : دل بدست آور کہ حج اکبر است

اور میرے شعر

تربیتِ باطن کے انداز نرالے ہیں ہر نشترِ جرّاحی پوشیدہ مسیحائی

کو نظرانداز فرمادیا ہے۔ کاش وہ بھی محترم ریاض احمد صاحب کی طرح میرے اس شعر کو عملی شرف عطا فرمادیتے تاکہ حتی الامکان فاسد مواد خارج ہوجاتا اور میں ان ارشادات کی روشنی میں "شعاعیں" میں موجود فنی اسقام پر بھی نظرِ ثانی کرلیتا۔ بہرحال آپ کے مندرجہ بالا ارشادِ گرامی پر مجھے جگر مرادآبادی کا یہ مشہور مصرع ذہن میں آگیا ہے کہ :۔

ع اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

تو اب میں جگر تھام کے اُن کی اِس باری کا انتظار کروں گا جب آپ نعت کے سحر سے نکل کر بطور نقّاد میرے کلام پر "نشترِ جرّاحی" کے عمل میں "پوشیدہ مسیحائی" سے مجھے نوازیں گے۔ اب آخر میں مجھے صرف اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ: حکیم صاحب جیت گئے، میں ہار گیا اور بالآخر مجموعۂ کلام منظرِ عام پر لانا ہی پڑا۔ آیئے! اب یہ منظوم کلام یا "تک بندی" پڑھئے اور خواہ مجھے دعائے خیر میں یاد رکھئے خواہ کوسیئے۔ یہ آپ کی صوابدید پر ہے۔ لیکن حکیم صاحب کے چہرے پر ان کی جیت کا سہرا ضرور سجا رہنے دیجئے۔

خاکِ رہِ صاحب نظراں
خاور سہروردی

لاہور ۱۰ دسمبر ۱۹۹۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یادِ ایامے چند

گزاری تھیں خوشی کی چند گھڑیاں — انہیں کی یاد میری زندگی ہے

اکتوبر ۱۹۵۶ء کی ایک صبح میں اپنے پیر و مرشدِ کامل حضرت قبلہ ابو الفیض سید قلندر علی سہروردیؒ کی خدمتِ اقدس میں اُن کے در دولت واقع بلند سٹریٹ اندرون قلعہ گوجر سنگھ لاہور حاضر تھا۔ اُن دنوں مرکزی مجلس سہروردیہ پاکستان کے زیرِ اہتمام محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سالانہ جلسہ مجلس سہروردیہ اور عرس مبارک حضرت میاں غلام محمد سہروردیؒ حیات گڑھی (جو حضرت قبلہؒ کے پیر و مرشد تھے) کے انعقاد کے سلسلہ میں تیاریاں ہو رہی تھیں۔ یہ تقریبات ہر سال ۱۱ تا ۱۳ ربیع الاول منعقد ہوتی تھیں۔ دریں اثناء حضرت قبلہؒ نے مجھے فرمایا: خاور صاحب! آپ کو رب العزت نے شعر و شاعری کا ملکہ عطا فرمایا ہے۔ آج اپنا کلام سنایئے۔

میں نے عرض کی: قبلہ! میرا کلام تو عامیانہ اور سوقیانہ ہے جس پر مجازی رنگ غالب ہے، وہ تو اِس قابل نہیں کہ اِس مجلسِ عالی میں پیش کیا جائے کہ جہاں حضور علیہ السلام کی مجلسِ پاک کا رنگ جھلکتا ہے۔

حضور مسکرائے اور فرمایا: "مجاز حقیقت کا زینہ ہوتا ہے کوئی مضائقہ نہیں۔ سنایئے۔"
چنانچہ میں نے ایک غزل مندرجہ صفحہ نمبر ۵۲ مترنم لہجے میں سنائی جس کا مطلع تھا:
نگاہوں کا بدلنا اک نئی مشکل نہ بن جائے — نئی مستی نیا ساقی نئی محفل نہ بن جائے

غزل کے اختتام پر فرمایا: جزاک اللہ! کیا ہی اچھا ہو اگر آئندہ نعتیں بھی ہو جایا کریں۔ میں نے عرض کی: قبلہ! آپ نے ایک دفعہ بہ فحوائے حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تھا: **لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ**۔ (یعنی تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومنِ کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان، مال، ماں باپ، اولاد اور تمام مخلوق سے زیادہ عزیز نہ سمجھے) قبلہ! میں تو اپنے آپ میں اس کا ادنیٰ سا شائبہ بھی موجود نہیں پاتا۔ نعت گوئی تو محبانِ کامل اور عاشقانِ مخلصین کا ہی حصہ ہے۔ "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" مزید یہ کہ میری تعلیم بھی کم ہے اور دینی علم کے معاملہ میں تو بالکل کورا ہوں۔

حضرت قبلہؒ کے دائمی متبسم چہرے پر مزید مسکراہٹ پھیل گئی اور فرمایا: "اس چیز کا احساس ہی بذاتِ خود محبت کی بیّن دلیل ہے۔ تعیّنِ ایّام رب العزت کے ہاتھ میں ہے۔ انشاء اللہ العزیز وہ وقت بھی آئے گا کہ حضور علیہ السلام کی محبتِ کامل رگ و پے میں سما جائے گی اور اس کا اثر از خود ظاہر ہوگا۔ وقت کا انتظار کیجئے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ رہی علمیّت کی بات تو علم "دانستن است نہ کہ خواندن" محض حروف شناسی علم نہیں بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو رب العزت کی معرفتِ تامہ میں بندے کے دل پر وارد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا گھبرانے کی ضرورت نہیں اس کی رحمت بڑی چیز ہے۔ "اَلسَّعیُ مِنّی وَالْاِتمامُ مِنَ اللّٰہ" کے مصداق دینی مطالعہ شروع کردیں اور نتیجے کو اس ذاتِ حقیقی کے سپرد کردیں۔"

حضرت قبلہؒ کے ان الفاظ مبارک اور باطنی توجّہ کے طفیل طبیعت میں طمانیت پیدا ہوگئی اور میں کچھ ایسا کیف و سرور محسوس کر رہا تھا جس کا تعلق صرف احساسات سے تھا۔ مگر بیان سے باہر۔۔۔۔! گھر واپسی پر بھی کافی دیر تک ان کیفیات کا اثر طبیعت پر غالب رہا چنانچہ انہیں کیفیات کے زیر اثر اشعار خود بخود موزوں ہونے لگے اور اِک نیم بے خودی کے عالم میں ایک منقبت "شیخ المشائخ پیر قلندرؒ" موزوں ہوگئی جو صفحہ نمبر۴۱ پر درج ہے۔

۹ ستمبر ۱۹۵۸ء کو حضرت قبلہؒ کا وصال ہوگیا۔ ظاہری صحبت بلکہ خدمتِ اقدس میں میری روزانہ حاضری سے محرومی حجاب کی سی الجھن کا باعث بن گئی۔ طبیعت کی ناپختگی کہئے یا حادثاتِ زمانہ، راہروِ سلوک کی مبتدیانہ حیثیت کا اِقتضا سمجھئے یا اپنے اوراد و وظائف میں سستی و بے قاعدگی، ان کی بے نیازی کہئے یا میری کم نصیبی، طبیعت میں انقباض پیدا ہوگیا اور دل دنیاوی مصروفیات میں ایسا الجھا کہ اس پر محبتِ حقیقی کا اصل مفہوم اور اثر پھر ماند پڑ گیا۔

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ   بازی گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش!

وقت گزرتا گیا حتیٰ کہ ۱۳ اگست ۱۹۶۱ء کو دفعتاً غیر ارادی طور پر طبیعت میں وہی سکون، وہی طمانیت اور وہی کیف و سرور جو حضرت قبلہؒ کی خدمتِ اقدس میں نصیب ہوتا تھا پھر پیدا ہوگیا۔ اسی کیفیت میں اشعار خود بخود موزوں ہونے لگے اور مختصر سے وقت میں نعت مندرجہ صفحہ نمبر۳۰ جس کا مطلع حسب ذیل ہے موزوں ہوگئی۔

خیالِ غیر مٹے، دورِ این و آں گزرے   الٰہی! عشقِ محمدؐ میں میری جاں گزرے

گویا یہ میری پہلی نعت تھی۔ اس کے بعد پھر یہ سلسلہ گاہے بگاہے چلتا رہا۔ کلام میں

محبتِ حقیقی کا رنگ چونکہ اِک درویشِ خدا مست کی نگاہِ فیض کا صدقہ ہے لہٰذا میں نے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ''رخِ اول'' اور ''رخِ ثانی''۔

پہلا حصہ بعنوان ''رخِ اول'' میری نوجوانی کے اُس ابتدائی دور (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۴ء بہ عمر پندرہ تا بیس سال) پر مشتمل ہے جو اس درویشِ خدا مست کے دامنِ فیض سے وابستہ ہونے سے پیشتر لکھا گیا اور اُس ناپختگیٔ افکار کی عکاسی کرتا ہے جو اس دور کی ذہنی کیفیات و جذبات پر غالب تھی۔ یوں تو اِس حصہ کے اکثر کلام کو حذف کر دینا ہی مناسب تھا اس لئے کہ فنِ شاعری کی روایتی اقدار پر یہ پورا نہیں اترتا مگر ہر دو مختلف ادوار کی ذہنی کیفیات، جذبات اور واردات کے موازنہ کے پیشِ نظر اس کا شمول شاید قابلِ قبول سمجھ لیا جائے بالخصوص اس نظریہ کے تحت کہ کس طرح اک نگاہِ مردِ مومن افکار و خیالات کی دھاروں کو یکسر بدل کر نئی نہج پر ڈال دیتی ہے اور طبیعت میں وہ جِلا پیدا کر دیتی ہے۔ جہاں ادراک پر جنون اور مجاز پر حقیقت کا عنصر غالب آ جاتا ہے۔

دوسرا حصہ کلام بعنوان ''رخِ ثانی'' دورِ مابعد یعنی ۱۹۵۶ء تا ۱۹۶۶ء کا ہے جس کی ابتدا متذکرہ بالا واقعہ کی مرہونِ منت ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے اسے مقدم رکھا گیا ہے کیونکہ :

ع ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

مجھے اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا پوری طرح احساس ہے۔ لہٰذا قارئینِ کرام سے التماس ہے کہ وہ میرے اشعار کو محض فنِ شعری کے صنائع بدائع کی قدروں پر نہ پرکھیں بلکہ انہیں ایسے جذبات اور وارداتِ قلبی سمجھتے ہوئے شرفِ قبولیت بخشیں جو نثر کی بجائے منظوم صورت میں موزوں ہوگئے ہیں :

برگِ سبز است تحفۂ درویش گر قبول افتد زہے عز و شرف

۱۹۶۷ء تا ۱۹۹۷ء کا کلام جو حمد، نعتوں اور نظموں پر مشتمل ہے ''فروغ د فراغ'' کے نام سے اور قطعات ''خاور پارے'' کے نام سے علیحدہ شائع کی جا رہی ہیں۔

اتوار ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۱۸ ہجری
مطابق ۱۷ اگست ۱۹۹۷ عیسوی

خاور سہروردی
۶۱ یثرب کالونی ملتان روڈ لاہور

شاید وہ قربِ خاص سے مجھ کو نواز دیں   قلبِ سلیم و جرأتِ رندانہ چاہیے

رخِ ثانی (۱۹۵۶ء تا ۱۹۶۶ء)

اللہ واحد اللہ کبیر، اللہ ماجد اللہ قدیر
فاللہ خیر، حافظ عزیز، واللہ اعلم واللہ خبیر
حسبی اللہ و نعم الوکیل، نعم المولیٰ و نعم النصیر

شافی کافی نافع کفیل، حق ہی سامع حق ہی بصیر
حق ہی اول حق ہی اخیر، حق ہی باطن حق ہی ظہیر
حسبی اللہ و نعم الوکیل، نعم المولیٰ و نعم النصیر

سب کا خالق سب پہ نگاہ، سب کا رازق سب کا دھیان
سب کا وارث سب کی پناہ، سب کا مالک سب کے میاں
حسبی اللہ و نعم الوکیل، نعم المولیٰ و نعم النصیر

وحدت سے کثرت ہے عیاں، کثرت وحدت میں ہے نہاں
ہر شے ہر سو اسکی ہی شاں، نورِ جاناں جلوہ فشاں
حسبی اللہ و نعم الوکیل، نعم المولیٰ و نعم النصیر

مومن کافر سب پہ کریم، سب کا والی سب کا ندیم
لطفِ بے حد اس کا عظیم، ایسا رحمٰن ایسا رحیم
حسبی اللہ و نعم الوکیل، نعم المولیٰ و نعم النصیر

سبحان اللہ تیری نوید، آیہء مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد
دید ہو تاکہ تیری ہی دید، بادۂ عرفاں هَلْ مِنْ مَّزِیْد
حسبی اللہ و نعم الوکیل، نعم المولیٰ و نعم النصیر

اس کی رحمت کل پہ محیط، خاور کو بس اس پہ امید
اِنَّ اللہ یَغْفِرُ ذُنُوْب، لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَاد و وعید
حسبی اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر

—۱—

ایک اس طرف بھی جلوۂ جانانہ چاہیے
تھوڑی سی کچھ رعایتِ پروانہ چاہیے

بکھری پڑی ہے عالمِ ہستی میں جو تمام
وہ داستانِ عشق وہ افسانہ چاہیے

آراستگیٔ ظاہر و باطن کے واسطے
ذکرِ حبیب و فکرِ حکیمانہ چاہیے

بہرِ جلائے طینت و اشغالِ تزکیہ
اک ضربِ تیز و جذبِ کلیمانہ چاہیے

جس کی تجلیات سے روشن ہے کائنات
چارہ گرو! وہ جلوۂ جانانہ چاہیے

طرزِ قلندری میں ہے پوشیدہ رازِ حق
دل حرص و خواہشات سے بیگانہ چاہیے

ہو فقر با شرع تو حقیقت کے ہے قریب
مسلک بہ امتزاجِ فقیرانہ چاہیے

ہر شاخِ نخلِ طور سے آتی ہے یہ صدا
وہ التہابِ شعلۂ جانانہ چاہیے

ہو جائیں تاکہ عشق کی سب منزلیں تمام
اِک التفاتِ خاص کریمانہ چاہیے

خوش قسمتی کہ جس کو میسر شعیبؒ ہو
خدمت، ادب اور جذبِ کلیمانہ چاہیے

جل کر شمعِ ہیتیم پہ پا جا سراغِ زیست
معیارِ عشق صورتِ پروانہ چاہیے

در بارگاہِ ذات مقامِ دعا بلند
عرض و طلب بہ رنگِ گدایانہ چاہیے

شاید وہ قربِ خاص سے مجھ کو نواز دیں
قلبِ سلیم و خواہشِ رندانہ چاہیے

احمدؒ کے ہے ظہور سے رازِ الست فاش
قرب و وصالِ ذاتِ کریمانہ چاہیے

خاورؔ نہیں بعید یہ تسخیرِ شش جہات
بیدار دل اور ہمتِ مردانہ چاہیے

—۲—

مقامِ عشق و مستی میں فنا ہوتی ہیں تدبیریں
سرور و جذب و عرفاں میں عطا ہوتی ہیں تنویریں

رسائی فرد کی تھی کس طرح اس ذات تک ممکن
ظہورِ مصطفیٰ نے خود بنا ڈالی ہیں تدبیریں

کلامِ پاکِ ربانی، رموزِ ذاتِ حقانی
محمدؐ کی ادائیں ہیں یہ، تقریریں یہ تفسیریں

یہی شانِ موحد ہے فقط اس ذات کا ہو جا
کہ سب مٹ جائیں دل سے ما سوائے ذات تصویریں

مقامِ زندگی کیا ہے؟ فنا در ذاتِ احدیت
یہی ہے بندگی کی شان، کٹیں دوئی کی زنجیریں

جلی اذکار کی شدت، خفی اوراد کی لذت
ہویدا جب ہو سالک میں تو خود پیدا ہوں تاثیریں

ارادت مردِ کامل کی، محبت پیر و مرشد کی
طریقت کی کٹھن راہوں میں منزل کی ہیں تدبیریں

تجرّد کی منازل میں تصوّرِ شیخِ کامل کا
ہے وہ نُورِ حقیقت جو دکھا دیتا ہے تنویریں

تصورِ پیرِ کامل یوں مریدِ با صفا گُم ہے
کہ ہر منزل پہ اپنا شیخ ہے اور اس کی تسخیریں

نگاہِ فیضِ باطن سے، توجہ کے تصرف سے
بدل جاتی ہے کیفیت پلٹ جاتی ہیں تقدیریں

لطائف کے اثر سے اک عجب مفہوم طاری ہے
زبانِ حال سے گویا ہیں دل پر نقش تحریریں

کچھ ایسا وجد طاری ہے کچھ ایسا نُور جاری ہے
کہ ہر ذرۂ خاکی میں ترے پرتو سے تنویریں

کمالِ ظاہری تجھ سے، فیوضِ باطنی تجھ سے
تری ہی انجمن سے میں نے پائی ہیں یہ تاثیریں

یہ پروازِ خیال ایسی یہ تاثیر و گداز ایسا
قلندرؒ کی نگاہوں نے یہ بخشیں مجھ کو شمشیریں

غلامِ حضرت بوالفیضؒ خاور سوختہ ساماں!
یہاں دیوانگیِ عشق میں بنتی ہیں تقدیریں

—:۳:—

آلائشِ دنیا میں اُلجھے، آسائشِ تن سے پاک نہ ہو
اُس دل کا خدا ہی حافظ ہے، جو پاک نہ ہو بیباک نہ ہو

آرائشِ ظاہر تابع ہے، آرائشِ باطن کی ہمدم!
اے سالکِ رہ! منزل ہے کٹھن، در جہد و طلب غمناک نہ ہو

عرفانِ حقیقت حاصل کر، اللہ سے تعلق قائم کر
دنیا سے تعلق لا حاصل، آفاق میں دل ناپاک نہ ہو

ہے عقل و جنوں کی ریت الگ، یعنی کی ہار اور جیت الگ
ہے ایک گریباں چاک یہاں، اور ایک کا دامن چاک نہ ہو

یہ سوز و سرور و جذبِ دروں، ذوقِ طلب اور شوقِ جنوں
ہوں کیسے میسّر جب دل سے، ہر حرص و ہوا خاشاک نہ ہو

اسرارِ محبت کیا سمجھے، انوارِ حقیقت کیا جانے
جو قلب کبھی غم ناک نہ ہو، جو آنکھ کبھی نم ناک نہ ہو

ہے تن کی دنیا خوار و زبوں اور من کی دنیا سوزِ دروں
تن میں نہ الجھ من کو گرما، سیلاب تو بن خاشاک نہ ہو

جو سر کہ نثارِ یار نہ ہو' جو سر کہ فدائے ناز نہ ہو
اُس سر کی بھلا کیا وقعت ہے' جو سر بہ سرِ فتراک نہ ہو

اے شمعِ نبی کے پروانے! اے حسنِ نبی کے دیوانے!
جلووں کا تماشا کر لیکن' گستاخ نہ بن' بیباک نہ ہو

اے حلقہ بگوشِ محبوباں! ہے کفر سراسر نومیدی
ہر لحظہ رحمت جوش میں ہے' نومید نہ ہو' غمناک نہ ہو

ناچیز غلام ادنیٰ میں' اغیاث کا ہوں' اقطاب کا ہوں
آوارۂ کوئے حسنِ ازل! مایوس نہ ہو غمناک نہ ہو

اِن ظاہر بینوں کی باتیں' دنیا کے بکھیڑے ہیں خاور
اِن گورکھ دھندوں میں نہ الجھ' آلودہ نہ ہو' ناپاک نہ ہو

صلّی علیٰ نبینا

احمدِ مجتبیٰ سلام خواجۂ دوسرا سلام
رحمتِ کبریا سلام خاتمِ انبیاء سلام
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

مظہرِ ذاتِ ذوالجلال پیکرِ حسنِ لازوال
تیرا جلال اور جمال نورِ خدائے ذوالجلال
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

وارثِ علمِ ذاتِ پاک واقفِ حکمِ ذاتِ پاک
پیکرِ رحمِ ذاتِ پاک حاملِ حلمِ ذاتِ پاک
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

حسن کہ راز تھا نہاں تیرے ظہور سے عیاں
خالق و خلق کے میاں ہے تو ہی واسطہ یہاں
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

راحتِ جانِ عاشقاں سوز و سرورِ ہمرہاں
پشت و پناہِ عاصیاں وجۂ فلاحِ دوجہاں
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

گنبدِ سبز کے مکیں ذات کے نورِ اولیں
بر روئے عرش و برِ زمیں ذکرِ بلند و بہتریں
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

خیر الانام تیرا نام ثبت ہے لوح پر دوام
بعد از خدا ہے تیرا نام بعد از خدا ترا مقام
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

دعوتِ حق صلائے عام نے کوئی فرقِ خاص و عام
بٹتی ہیں نعمتیں مدام کوئی رہے نہ تشنہ کام
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

واقف و عارفِ کتوم آئے ہو لا مکاں سے گھوم
مہر و مہ و فلک نجوم سب نے لئے ہیں پاؤں چوم
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

عرش و زمیں پہ ہے یہ دھوم آئے ہیں قاسم العلوم
باندھ کے ہاتھ سب ہجوم پڑھتے یہی ہیں جھوم جھوم
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

لال تو آمنہؓ کا ہے نور مگر خدا کا ہے
سازِ جہاں سے مثلِ نے آتی ہے لے یہ پے بہ پے
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

سیدِ متقیں سلام سرورِ مخلصیں سلام
ہادیٔ عالمیں سلام رہبرِ کاملیں سلام
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

مولائے بیکساں سلام آقائے مفلساں سلام
ملجائے عاجزاں سلام ماوائے ناقصاں سلام
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

رطب اللساں ہے کائنات گونج رہے ہیں شش جہات
اور کیا اس سے بڑھ کے بات بھیجے ہے خود خدا صلوٰۃ
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

وصف نہ ہو سکا رقم عاجز زبان اور قلم
خیرالبشر ! خدا قسم اپنی مثال خود ہو تم
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

خاورؔ یہ سیلِ اشک و آہ غلبۂ شوق پر گواہ
ہے یہ ہی معرفت کی راہ ورد کرو یہ بے پناہ
صلّی علیٰ نبینا صلّی علیٰ محمدٍ

—:۴:—

صلی اللہ علیہ وسلم

خواجۂ کونین احمدؐ وسلمؐ صلی اللہ علیہ وسلم
نورٌ من اللہ نورِ مجسّمؐ صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبِ قابَ قوسین ہو تمؐ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ رے شانِ مرسلِ اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی نہ تجھ سا پیدا ہوا ہے کوئی نہ تجھ سا پیدا ہی ہوگا
نبیوں میں یکتا نبیوں کے خاتمؐ صلی اللہ علیہ وسلم

گفتار انوکھی صورت نرالی رفتار انوکھی سیرت نرالی
ثانی نہ کوئی ہرگز بہ عالمؐ صلی اللہ علیہ وسلم

شاہد و بینا داناۓ کلی مختارِ کلی مولاۓ کلی
ہر شے کے محرم سید عالمؐ صلی اللہ علیہ وسلم

شانِ تصرف کہ در آنِ واحد پھر آۓ ہو فرش سے لامکاں تک
سبحان اللہ ! سیاحِ اعظمؐ! صلی اللہ علیہ وسلم

جس کے اشارے جس کی رضا پر ضبط و نظامِ ہر دو عالم
مالک ہو ایسے ایسے ہو ناظمؐ صلی اللہ علیہ وسلم

تخلیقِ عالمؐ توقیرِ آدمؑ تیرے قدم کی مرہونِ منت
سیدؐ و سرورؐ! حضرتِ مکرمؐ، صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف لائے جب اِس جہاں میں، اعجاز دیکھو اللہ اکبر!
کافور فوراً ظلمتِ عالم، صلی اللہ علیہ وسلم

خوب مچی ہے کفر میں ہلچل، جَآءَ الْحَقُ وَ زَھَقَ الْبَاطِل
ٹوٹ گئے باطل کے وہ دم خم، صلی اللہ علیہ وسلم

حکمت و زورِ بازوئے قدرت، عزم و ثبات و صدق و حقیقت
جاہ و جلالِ ہر دو عالم، صلی اللہ علیہ وسلم

ساغرِ وحدت مست نگاہیں، بادۂ عرفاں مخمور آنکھیں
ساقیٔ کوثر تسنیم و زمزم، صلی اللہ علیہ وسلم

لطف و کرم کے فیضِ عمومی، داد و دہش کے دستِ کریمی
نعمتِ دنیا و عقبیٰ کے قاسم، صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرقِ ادنیٰ نے فرقِ اعلیٰ، سب کے ہو والی سب کے ہو مولیٰ
رحمت سراپا فضلِ مجسم، صلی اللہ علیہ وسلم

یہ درد مندی بندہ نوازی، تیمار داری اور غم گساری
سبحان اللہ! خلقِ معظم، صلی اللہ علیہ وسلم

حکمِ خدا ہے بر عرشِ اعظم، صلو علیہ کی محفل ہے قائم
خاور پڑھو سب "صلی وسلم" صلی اللہ علیہ وسلم

—:۳:—

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوۃ اللہ علیک

السلام اے جانِ جاناں! السلام اے کنزِ ایماں
السلام اے رازِ عرفاں السلام اے نورِ یزداں

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوۃ اللہ علیک

اے ہدایتِ سراپا　　اے شفاعتِ سراپا
لطف و رحمتِ سراپا　　اور عنایتِ سراپا
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوۃ اللہ علیک

ارضِ پاک کی ہوائیں　　رحمتوں کی یہ گھٹائیں
لے رہی ہیں یوں بلائیں　　لوٹ کر کبھی نہ جائیں
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوۃ اللہ علیک

از پئے اویس قرنیؒ　　رومیؒ و غزالیؒ برنیؒ
وز جنیدؒ و داتا غزنیؒ　　انظر یا حبیبِ مدنیؐ
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوۃ اللہ علیک

عاجزوں کے مولا والی!　　تیرے در کا ہوں سوالی
تیرے در سے ادنیٰ عالی　　آج تک گیا نہ خالی
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوۃ اللہ علیک

یہ سلامِ عاشقانہ　　التجائے عاجزانہ
اور نیازِ مخلصانہ　　ہے ز خاورِ دوانہ
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوۃ اللہ علیک

—۴—

نہ چھیڑو خیالِ محمدؐ میں گم ہوں　　بہ ایں رخ وصالِ محمدؐ میں گم ہوں
ہمہ وصف موصوف نورٌ من اللہ　　جلال و جمالِ محمدؐ میں گم ہوں
امینؐ، حکیمؐ، رحیمؐ، کریمؐ　　ہمی خوش خصالِ محمدؐ میں گم ہوں
سدا نعت گوئی، سدا نعت خوانی　　سدا قیل و قالِ محمدؐ میں گم ہوں

ہمہ آفتابم، ہمہ ماہتابم   کہ حسن و جمالِ محمدؐ میں گم ہوں
بہ ہنگامِ مستی بہ ایں ہوشیاری   غلامانِ آلِ محمدؐ میں گم ہوں
مرے حالِ ظاہر پہ اے ہنسنے والو!   دریں حال، قالِ محمدؐ میں گم ہوں
سراپا محمدؐ کے نقشِ قدم پہ   سراپا مآلِ محمدؐ میں گم ہوں
دما دم نئے ولولے زندگی کے   کہ دائم خیالِ محمدؐ میں گم ہوں
حقائق کا عرفاں، معارف کا طوفاں   کہ جامِ سفالِ محمدؐ میں گم ہوں
ہے محشر میں ہر کوئی پُرسش پہ لرزاں   مگر میں خیالِ محمدؐ میں گم ہوں

خوشا بختِ خاورؔ قلندرؒ کے صدقے
میں قرب و وصالِ محمدؐ میں گم ہوں

—:۵:—

ہستی کا انتظام محمدؐ کے دم سے ہے   سارا یہ اہتمام محمدؐ کے دم سے ہے
جبریلؑ، عرش، لوح و قلم، فرش الکتاب   ان سب کا احترام محمدؐ کے دم سے ہے
محرم تھا کون پہلے اِس سربستہ راز کا؟   ہر سُو خدا کا نام محمدؐ کے دم سے ہے
اِنساں نے جو کیا ہے نیابت کا حق ادا   اُس کا حسیں مقام محمدؐ کے دم سے ہے
اللہ رے شانِ رفعتِ ذکرِ حبیبِ پاک   حمد و ثناء تمام محمدؐ کے دم سے ہے
اے طالبانِ بادۂ عرفاں! خدا گواہ   پُر معرفت کا جام محمدؐ کے دم سے ہے
پیغام دے رہا ہے یہ صدیقؓ کا خلوص   عشّاق کا دوام محمدؐ کے دم سے ہے
اے سالکانِ راہِ طریقت تمہیں ہے علم؟   اِس راہ میں خرام محمدؐ کے دم سے ہے
جویانِ حق کو مژدۂ دیدارِ ذوالجلال   یہ سرمدی پیام محمدؐ کے دم سے ہے
قرآں کی دل نشین تلاوت سے ہر کوئی   اللہ سے ہم کلام محمدؐ کے دم سے ہے
لاتقنطوا سے عاصیوں کی ہر خطا معاف   یہ اذنِ عفوِ عام محمدؐ کے دم سے ہے
عصیاں کے داغ دامنِ دل پہ لئے ہوئے   حاضر ہوا ہوں، کام محمدؐ کے دم سے ہے

صبرِ حسینؓ، صدقِ حسنؓ، علمِ بوترابؓ
خاورؔ یہ فیضِ عام محمدؐ کے دم سے ہے

—:٦:—

ترے در کی جو راہیں مل گئی ہیں　　شفاعت کی پناہیں مل گئی ہیں
طلب صادق یہاں ہے شرطِ اول　　اسی خاطر یہ راہیں مل گئی ہیں
طوافِ کعبہ، قربانی و حج میں　　براہیمی ادائیں مل گئی ہیں
یہی ہے رازِ قدرِ حجرِ اسود　　محمدؐ کی بلائیں مل گئی ہیں
فضائے رنگ و بُو ہر سو معطر　　مدینے کی ہوائیں مل گئی ہیں
برائے سوز و ساز و جذب و مستی　　دلِ مضطر کو آہیں مل گئی ہیں
مقامِ عاشقاں، قرب و حضوری　　کرم تیرا کہ راہیں مل گئی ہیں
لپٹ کر چوم لوں روضے کی جالی　　عجب دل کش پناہیں مل گئی ہیں
جمالِ ذات ہے دیدِ محمدؐ　　سنبھل اے دل! نگاہیں مل گئی ہیں
کمالِ اکسیر ہے صدقِ مقالے　　زباں ہے سیف، آہیں مل گئی ہیں

ز فیضِ آں قلندرؒ پاکبازے
تجھے خاور نگاہیں مل گئی ہیں

—:٧:—

خیر البشر کے دم سے فضائیں نشے میں گم　　گلزارِ رنگ و بو کی ہوائیں نشے میں گم
کیا کہ گئی ہے بادِ حجازی کہ اب یہاں　　ہیں صوتِ سرمدی سے صدائیں نشے میں گم
اس نورِ اولیں کی نویدِ ظہور پر　　وجد آفریں تمام فضائیں نشے میں گم
تیرا وجود باعثِ تخلیقِ کائنات　　پوشیدہ رازِ حق تھا ادائیں نشے میں گم
انوارِ احمدی کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے　　کافور ظلمتیں ہیں گھٹائیں نشے میں گم
تیرے جمال و نور کا پرتو لئے ہوئے　　ہیں حسنِ ظاہری کی ادائیں نشے میں گم
سرکارِ دو جہان کے لطفِ عمیم سے　　بگڑی بنی ہے سب کی بلائیں نشے میں گم
اعجازِ چشمِ ساقیٔ کوثر تو دیکھئے!　　مدہوش حاضریں ہیں عطائیں نشے میں گم
عفو و کرم یہ کس کا ہے اے رحمتِ تمام؟　　ہر جُرم خطا کی گویا خطائیں نشے میں گم
داد و دہش پہ حسن کے قربان جایئے　　سائل کی عاجزانہ گدائیں نشے میں گم
اے ہم نشیں! ہیں وہ ہی سزاوارِ قربِ خاص　　اخلاص و عاجزی سے جو آئیں نشے میں گم

ایسے کئی مقام ہیں سالک کی راہ میں — راہیں نشے میں گم ہیں ندائیں نشے میں گم
اک اشتیاقِ دردِ محبت لیے ہوئے — عاشق کی پُرخلوص وفائیں نشے میں گم
خاور ترے کلام کی تاثیر کس کا فیض؟
مسحور سامعیں ہیں صدائیں نشے میں گم

—:۸:—

جو حسنِ تجلیٰ عیاں دیکھتے ہیں — وہ غیروں کی جانب کہاں دیکھتے ہیں
قسم ہے ظہورِ محمدؐ کے صدقے — یہ تکمیلِ کون و مکاں دیکھتے ہیں
بعالم فروزاں محمدؐ کے جلوے — عجب شانِ جانِ جہاں دیکھتے ہیں
بہر گام رقصاں، بہر سو فروزاں — کہ ہم روبرو جانِ جاں دیکھتے ہیں
دلِ بے نگہ کو نگہ مل گئی ہے — نہاں سے نہاں تر عیاں دیکھتے ہیں
تری خاکِ پا کی ہے ذرّہ نوازی — کہ خود کو سرِ لامکاں دیکھتے ہیں
سراغِ الٰہ لے کسی اہلِ دل سے — کہ عارف رہِ این و آں دیکھتے ہیں
یہ ذات و صفاتِ الٰہی کو ہر دم — بنورِ محمدؐ عیاں دیکھتے ہیں
قلندرؒ یہاں آج ہیں میرِ محفل — محمدؐ کے ہاں کا سماں دیکھتے ہیں
مقامِ ادب انتہاء کا ہے نازک — بھلا آنکھ اٹھا کر یہاں دیکھتے ہیں؟
یہ اعجاز ہے اس قلندرؒ کا خاور
تجھے ہم کہاں سے کہاں دیکھتے ہیں

—:۹:—

شمعِ حریمِ کبریا! نورِ جمالِ دلبری! — تیرا وجودِ باکمال کون و مکاں کی برتری
ہر دو جہاں کی عظمتیں ترے قدم کی برکتیں — تجھ سے مقامِ بندگی، تجھ سے نظامِ سروری
چشمِ کرم کے فیض سے جلوۂ ذات کا نزول — معجزۂ کلیم و طور، اللہ رے شانِ دلبری
شوق کے مرحلے بھی طے، ذوق کی منزلیں بھی طے — تیری حریمِ ذات ہے، میرا نیازِ چاکری
آپ کی بزمِ ناز ہی، حاصلِ زیست و منتہا — میرا حصول اور وصول، تیری رضائے دلبری
عشق کا جذب و شوق میں، اپنا ہی اک مقام ہے — حسن کی بارگاہ میں، عقل ہے نقشِ دیگری
کارگہِ حیات میں، کوشش و جستجو طلب — سالکِ راہ کا ہر قدم بہرِ حصولِ برتری

دل ہو گداز، آنکھ تر، پیدا ہو سوز میں اثر
خُوب سے خُوب تر ہے یہ، رسم و رہِ قلندری

خوب جبینِ شوق میں، رنگِ سجود بھر دیا
تیرا ہے سنگِ آستاں، میرا نیازِ چاکری

دستِ کرم دراز ہے، رحمت و فضل عام ہے
لطف یہ بے حساب ہے، از راہِ بندہ پروری

آپ کا در ہے سامنے، آپ کا رُو ہے سامنے
میری مراد و آرزو، آپ کا رُوئے انوری

قائم تصورات ہیں، دائم مشاہدات ہیں
تیری نگاہِ فیض سے، ہر دو مقام برتری

کیوں ہو مجھے غمِ جہاں، کیوں ہو مجھے غمِ زیاں
تیرا کرم جو ساتھ ہے، کون سی پھر ہے کم تری؟

خاور رضائے ذوالجلال، عشقِ حبیبؐ کا ہے نام
رازِ علوئے مرتبت، در رسم و راہِ دلبری

جنہیں نسبت ہے تیرے آستاں سے
سلام آتے ہیں اُن کو لا مکاں سے

جہاں روشن ہوا حُسنِ تجلی!
ترے انوار و حُسنِ ضوفشاں سے

ہوا صلِّ علیٰ کا شور ہر سُو
زمیں سے، آسماں سے، لامکاں سے

بیاں کس سے ہو تیری شانِ رفعت
قلم اور نطق عاجز ہیں بیاں سے

ترے نظارے کا جس کو ہو یارا
میں وہ قلب و نظر لاؤں کہاں سے

تری آنکھوں کے مے خانے سلامت
مئے عرفان ملتی ہے جہاں سے

نہ ہو شیرازۂ ہستی پریشاں
لپٹ جانے دو سنگِ آستاں سے

نہ چھوڑیں گے ترا ہم آستانہ
کہ ہم نے فیض پایا ہے یہاں سے

رعایت کچھ تو فرما دیجئے گا
کہ ہم بھی کچھ سنا لیں داستاں سے

نگاہِ لطف ہم پر بھی خدا را
ترے خادم ہیں ادنیٰ ناتواں سے

ترے فضل و کرم کی ہے تمنا
بہت گھبرا رہا ہوں امتحاں سے

حقیقت معرفت کی آشکارا
غنا اور فقر کی تیغِ فساں سے

الٰہی خیر ہو میرے جنوں کی
گرے ہیں چند تنکے آشیاں سے

نبیؐ کو "ہمچو مثلی" کہنے والو!
ادب مانع ہے، اس طرزِ بیاں سے

نبیؐ کا مرتبہ اور شان پوچھو
کسی اللہ والے کی زباں سے

خدا کی معرفت کا راز سیکھو
کسی اہلِ نظر کے آستاں سے

طبیعت مطمئن اور قلب روشن
یہ خاور، فیض پایا ہے کہاں سے؟

—:۱۱:—

امت کی شفاعت کا سامان محمدؐ ہیں — اس ذاتِ حقیقی کا احسان محمدؐ ہیں
قدرت کے ارادوں کی فطرت کے مقاصد کی — تفسیر محمدؐ ہیں عنوان محمدؐ ہیں
اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا جوئی — اس ساری حقیقت کی اک شان محمدؐ ہیں
اس اول و آخر کا اس ظاہر و باطن کا — عرفان محمدؐ ہیں پہچان محمدؐ ہیں
والشمس و مزمل بھی والیل بھی یاسین بھی — محبوب و عبدہٗ قرآن محمدؐ ہیں
اتمامِ شریعت بھی انجامِ طریقت بھی — عشاق کا مشرب ہے ایمان محمدؐ ہیں
انسان کی عظمت کا جو راز تھا پوشیدہ — اس رازِ الوہیت کی شان محمدؐ ہیں
اک جنبشِ ابرو سے، ہر قلب تجلی گاہ — انوارِ حقیقت کا سامان محمدؐ ہیں
ہر گام نئی منزل ہر آن نیا جلوہ — تکمیل و رسائی کا میزان محمدؐ ہیں
مے بار نگاہیں ہیں، خمخانۂ لاہوتی — کل شوخی و مستی کا ایقان محمدؐ ہیں
تبدیل رخِ قبلہ، دو نیم کیا چندا — تسخیرِ دو عالم کا فرمان محمدؐ ہیں
معراج ہے خاکی کا اور اوج ہے نوری کا — ایوانِ الٰہی میں، مہمان محمدؐ ہیں
یہ قرب یہ گویائی، محبوبی و یکتائی — ہے کس کی پذیرائی؟ مہمان محمدؐ ہیں
امت کے گنہگارو! کیوں خوف ہے پرسش سے — جب عرصۂ محشر کے دیوان محمدؐ ہیں
غم خوار و انیسِ غم، ہمدرد و علاجِ درد — ہم درد کے ماروں کا درمان محمدؐ ہیں

طغیانِ محبت سے بیتابیٔ دل ظاہر
سچ پوچھئے خاور کا ارمان محمدؐ ہیں

—:۱۲:—

دلِ مضطرب سنبھل جا، کہ میں آستاں پہ رو لوں — میرا ہے یہی مداوا، کہ میں آستاں پہ رو لوں
مجھے طاقتِ نظارہ، نہیں حسنِ بے محابا — ہے یہ سوز کا تقاضا، کہ میں آستاں پہ رو لوں
ہیں یہ داغ ہائے سینہ، غمِ عشق کا سفینہ — مجھے مل گیا کنارا، کہ میں آستاں پہ رو لوں
اے میرے سفر ہے، یہ مقام سخت مشکل — تو ذرا یہاں ٹھہر جا، کہ میں آستاں پہ رو لوں

کسے حالِ دل بتائیں، کسے داستاں سنائیں — تیرا چاہیئے اشارہ، کہ میں آستاں پہ رو لوں
میں سمجھ گیا اشارہ، غمِ اندروں تمہارا — تمہیں ہے یہی گوارا، کہ میں آستاں پہ رو لوں
میں کہ راندۂ جہاں ہوں، سوئے آستاں رواں ہوں — مجھے چاہیئے سہارا، کہ میں آستاں پہ رو لوں
دل کی طمانیت کا، میرے کالی کملی والے! — نہیں اور کوئی چارہ، کہ میں آستاں پہ رو لوں

تمہیں کیا سمجھ ہے خاور! مجھے چھیڑتے ہو ناحق
مجھے چھوڑ دو خدارا، کہ میں آستاں پہ رو لوں

—:۱۳:—

شراب و جام و مینا بن گئے ہیں — ترے عرفاں کا سینہ بن گئے ہیں
قلندرؒ سہروردی سلسلے کا — عجب دلکش قرینہ بن گئے ہیں
توجہ سے مریدانِ سلاسل — حقیقت کا خزینہ بن گئے ہیں
مبارک اے گنہگارانِ امت — محمدؐ خود سفینہ بن گئے ہیں
مئے عرفاں کے کیف سرمدی سے — یہ بگڑے بھی حسینا بن گئے ہیں
محمدؐ کی غلامی کے تصدق — یہ اہلِ دل نگینہ بن گئے ہیں
تری ان مے گسار آنکھوں کے صدقے — سراپا جام و مینا بن گئے ہیں
رموزِ معرفت ہیں آشکارا — حقائق کا دفینہ بن گئے ہیں
محبت سے غلامانِ محمدؐ — خدا کا نورِ بینا بن گئے ہیں
شراب و کوثر و تسنیم پی کر — ورائے بخل و کینہ بن گئے ہیں
یہ انوارِ الٰہی کا ہے عالم — تجلی گاہِ سینا بن گئے ہیں
علوئے مرتبت کیسے بیاں ہو — جہاں پر عرش زینہ بن گئے ہیں

بیک لحظہ منازل ہو گئیں طے
یہ خاور کون زینہ بن گئے ہیں؟

—:۱۴:—

صانع کی صنعتوں کا قرینہ تمہی تو ہو — اس حسنِ لامکاں کا خزینہ تمہی تو ہو
ختم الرسل ہو شاہد و مشہود و نورِ ذات — دانائے راز حاضر و بینا تمہی تو ہو
فطرت کے جس کمال پہ ہے قدسیوں میں شور — وہ شاہکارِ حق وہ نگینہ تمہی تو ہو

دنیا و ما سوا ذات کے عارف و حق شناس
کون و مکاں کے راز کا سینہ تمہیں تو ہو

عرفاں کی مے جو ذاتِ مقدس میں ہے چھپی
اس مے کا جامِ کیف ہو مینا تمہی تو ہو

ہر آن مل رہا ہے یہ معراج سے سبق
انسانیت کا اوج قرینہ تمہی تو ہو

جس پرتوِ جمال کا حامل نہیں کوئی
ان سب تجلّیات کے بینا تمہی تو ہو

روح الامیں کے جس جگہ جاکر قدم رکے
اس سے ورا کے راکب و بینا تمہی تو ہو

لا ریب غیب داں ہو حیات النبی ہو تم
ذات و صفاتِ حق کا قرینہ تمہی تو ہو

سارے نبی ہیں جس کی امامت پہ مفتخر
اس مرتبہ کے اہل حسینا! تمہی تو ہو

رحمت ہر اک جہاں پہ تمہاری محیط ہے
رحمت کا بے حساب خزینہ تمہی تو ہو

اللہ کو ہے تمہاری شفاعت کا احترام
امت کے عاصیوں کا سفینہ تمہی تو ہو

جس زندگی سے ہے کوئی قائم بہ ذاتِ حق
حقا وہ روحِ زیست و جینا تمہی تو ہو

جس کے طفیل ساحل و منزل پہ جا لگیں
اے جانِ بحر و بر وہ سفینہ تمہی تو ہو

وہ نور جس سے ذرۂ خاور ہو آفتاب
ایسی شعاعِ نور کا سینہ تمہی تو ہو

—:15:—

تیرے در سے دور ہٹ کر، میں کہیں نہ جاسکوں گا
جو اٹھا دیا یہاں سے، کوئی راہ نہ پاسکوں گا

میری زندگی تمہیں سے، میری بندگی تمہیں سے
تیرے نقشِ پا پہ چل کر، تیرے رب کو پاسکوں گا

جو پکڑ لیا ہے دامن، بہ ہزار ناتوانی
نہ چھڑایئے خدارا، کہ کہیں نہ جاسکوں گا

تیری پاک صحبتوں میں، جو ملا ہے رازِ ہستی
نہ کہیں سے مل سکا تھا، نہ کہیں سے پاسکوں گا

وہ جو بار امانتوں کا، نہ اٹھا سکا تھا کوئی
تیری بندہ پروری سے، اسے میں اٹھا سکوں گا

میری سجدہ ریزیوں کو، تیرے سنگِ آستاں سے
وہ ملا ہے ذوقِ سجدہ، نہ کبھی بھلا سکوں گا

میرے دل کے چند ٹکڑے، للہ قبول کیجے
کہ نہیں بساط و ساماں، نہ کچھ اور لاسکوں گا

میری تشنگی کا عالم، ہر لحظہ بڑھ رہا ہے
میرے ولولوں سے پوچھو، کیسے بجھا سکوں گا

یہ بجھا بجھا سا دیپک، ارمان و آرزو کا
تیرے حسنِ ضوفشاں، سے دائم جلا سکوں گا

میرا من ہو تیری بستی، میرا تن ہو تیری نگری
کہ میں داغ ہائے سینہ، یونہی جلا سکوں گا

پہنائیاں یہ دل کی، مہماں کی ہیں طالب
تجھ سے یہ گھر سجے گا، تجھ سے بسا سکوں گا

سرِ عاشقی علامت، دلِ عاشقی سلامت — زہے جذبۂ شہادت، کہ نہ سر اٹھا سکوں گا
میرا سلسلہ قلندرؒ میرا واسطہ محمدﷺ
اسی واسطے سے خاور میں خدا کو پا سکوں گا

—:۱۶:—

میرے دردِ نہاں پہ بنتی ہے — آ بھی جاؤ کہ جاں پہ بنتی ہے
حسنِ عالم فروز! کیا کہئے — روشنیٔ جہاں پہ بنتی ہے
اللہ اللہ نگاہ کی مستی — مے عرفاں جہاں پہ بنتی ہے
رفعتِ چشمِ سرگیں واللہ — رازہائے نہاں پہ بنتی ہے
دل ہوا اک نگاہ سے صیقل — یوں ترے آستاں پہ بنتی ہے
شانِ تدبیر ہر مقدّر کی — اہلِ دل کی زباں پہ بنتی ہے
ماسوائے درِ محمدﷺ کے — اب ہماری کہاں پہ بنتی ہے
ہم مدینے ہی جا کے دم لیں گے — دل کی دنیا جہاں پہ بنتی ہے
نعمتیں سب یہاں سے بٹتی ہیں — قسمتِ دل یہاں پہ بنتی ہے
فیصلے قسمتوں کے ہوتے ہیں — بات بگڑی یہاں پہ بنتی ہے
عذر للہ! قبول کر لیجے — زندگی تیری "ہاں" پہ بنتی ہے
بات خاور نگہ سے بنتی ہے
یا یہ نوکِ سناں پہ بنتی ہے

—:۱۷:—

اے نورِ مجسم جب تیری، رحمت کی نظر ہو جاتی ہے
ہر عقدۂ مشکل کھلتا ہے، تقدیر ادھر ہو جاتی ہے
اے حسنِ تجلی میں قرباں، اے شمعِ حقیقت کیا کہنا
جس سمت نگاہیں اٹھتی ہیں، رحمت بھی ادھر ہو جاتی ہے
کیا عشق تماشا بنتا ہے، کیا پردۂ دوئی اٹھتا ہے
خود کشفِ حقیقت ہوتا ہے جس شے پہ نظر ہو جاتی ہے

گھنگھور گھٹائیں اٹھتی ہیں، اک نور کی بارش ہوتی ہے
سب دل کی سیاہی دھلتی ہے وہ زلف جدھر ہو جاتی ہے

محبوبِ خدا کے قدموں میں، محبوب خدا کی صحبت میں
وہ علمِ لدنی ملتا ہے، ہر شے کی خبر ہو جاتی ہے

جب اسوۂ (نبوی) اپنا کر، اک قربِ خصوصی ملتا ہے
ہر عرض رضائے حق بن کر "اکسیر اثر" ہو جاتی ہے

اے نورِ ہدیٰ کے متلاشی، سن! غارِ حرا کے ذروں سے
آواز کچھ ایسی آتی ہے تسکینِ خبر ہو جاتی ہے

انوارِ نبی کے جلووں سے دیدارِ نبی کی برکت سے
بیمارِ محبت کی ہر شب گویا کہ سحر ہو جاتی ہے

جب صحبتِ پیرِ کامل میں آدابِ محبت آتے ہیں
دربارِ رسالت میں فوراً طالب کی گذر ہو جاتی ہے

بو الفیضؒ کی نظرِ کامل ہے عرفان و حقیقت کا عنواں
تکمیلِ تمنا ہوتی ہے جس آن نظر ہو جاتی ہے

سرکار کی الفت میں خاور جب ہستیء ظاہر مٹتی ہے
خود درد مداوا بنتا ہے "اللہ" کی خبر ہو جاتی ہے

—:۱۸:—

اِس دل کو تو سمجھا ساجن اب میرے بس کا روگ نہیں
کچھ تو ہی اسے بہلا ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

یہ راز نہیں ہے کہنے کا، یہ درد تو بس ہے سہنے کا
ہے تجھ بن کون مرا ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

بن پیے مست الست بنا، یا اپنے ہاتھوں جام پلا
یا نین سے نین ملا ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

ان زلف کی ٹھنڈی چھاؤں میں، میں سوتے بھاگ جگاؤں گا
یہ زلف ذرا بکھرا ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

اب تھام کے کالی کملی کو، جی بھر کے بس رو لینے دو
کچھ دامن کو پھیلا ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

بہ بہ کے نیر تو ختم ہوئے اور آہوں کے سوتے خشک ہوئے
رحمت کی گھٹا برسا ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

اک تیرے ملن کی ہے تڑپن، ہے اور کسی سے کیا کارن
ہوں بھوکا درشن کا ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

سب رشتے ناطے چھوٹ گئے، سب آس کے بندھن ٹوٹ گئے
امید کی جوت جگا ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

اس عقل کو اتنی سوجھ کہاں، من مورکھ پر جو روگ بنا
اس روگ کا دارو لا ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

گو حسن کا چرچا عام ہوا، پر من نہ کسی کا رام ہوا
اس من کے دوارے آ ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

میں پریم پجاری بے راگی، ہوں مست قلندر اک روگی
تو سندر مکھ دکھلا ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

یہ لوگ مرا غم کیا جانیں، یہ لوگ مجھے کیا پہچانیں
کچھ تو ہی انہیں سمجھا ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

سب اپنے پرائے چھوڑ گئے، سب خاور سے منہ موڑ گئے
اب تو ہی اسے اپنا ساجن، اب میرے بس کا روگ نہیں

—:۱۹:—

اک رشکِ زمانہ ہیں، پروانے محمدؐ کے — یا خلد بداماں ہیں، دیوانے محمدؐ کے
مرتے ہیں محبت میں، جیتے ہیں محبت میں — یوں زندہ و تابندہ، پروانے محمدؐ کے
اوتادِ زمین و عرش، سرمست و خدا آگاہ — ویرانۂ عالم میں، فرزانے محمدؐ کے
محبوبی و سرشاری، ہر آن طمانیت — بیگانۂ خوف و غم، دیوانے محمدؐ کے
یک مستی و ہشیاری، یک گونہ سرور و شوق — میخانۂ ہستی میں، پیمانے محمدؐ کے
عرفان کی مے سے پُر، جاں بخش و دوائے دل — پیمانے محمدؐ کے، میخانے محمدؐ کے

انوار الٰہی کا ہر رنگ نمایاں ہے — سرچشمۂ رحمت ہیں کاشانے محمدؐ کے
اقوالِ شریعت ہوں اسرارِ طریقت ہوں — ہر شے کی حقیقت ہیں، افسانے محمدؐ کے
تفسیر و فقہ، فتویٰ، شمشیر، جہادِ نفس — عشاق کے ہاتھوں میں، پیمانے محمدؐ کے
یہ فیض قلندرؒ کے، ہیں فیض محمدؐ کے — کاشانے قلندرؒ کے کاشانے محمدؐ کے
دربارِ قلندرؒ میں، دل کھول کے پی خاور
بو الفیضؒ کی نظریں ہیں میخانے محمدؐ کے

—:۲۰:—

محبت اک قیامت بن گئی ہے — جہاں بھر کی حکایت بن گئی ہے
نفس کے وسوسوں سے، کاہلی بھی — بزعمِ خود رعایت بن گئی ہے
خدا را اپنے دامن میں چھپا لو — سرِ محشر مصیبت بن گئی ہے
تمہارا شکریہ دل لینے والے — کہ گویا میری قسمت بن گئی ہے
سرِ تسلیم خم ہے یا محمدؐ! — رضا تیری عنایت بن گئی ہے
درود و کلمۂ طیب، تلاوت — کرم تیرا یہ فطرت بن گئی ہے
مری یہ بے خودی با ہوشیاری — بہر حالت حقیقت بن گئی ہے
حضورِ عین کا عالم نہ پوچھو — مکمل ایک حالت بن گئی ہے
حقیقت ایک ہے فقر و غنا کی — بظاہر گو روایت بن گئی ہے
نبوت کا ہے فیضِ عام جاری — تجلی گہ ولایت بن گئی ہے
قلندرؒ کی یہ درگاہِ معلیٰ — ولایت کی علامت بن گئی ہے
یہ ہے خاور توجہ کا کرشمہ
کہ صحبت ہی کرامت بن گئی ہے

—:۲۱:—

سرِ حشر تیری شفاعت سہارا — گنہگار ہوں لاج رکھ لو خدا را
خدائی ترے حکم پر سرنگوں ہے — کہ تو کملی والے ہے حق کا دلارا
مری زندگی تو مری بندگی تو — مری ہر تمنا کا تو ہی سہارا
مرا دین و دنیا سنور جائے فوراً — نگاہِ کرم کا اگر ہو اشارا

مری آرزوؤں کا مرکز مدینہ
مجھے اب مدینے بلا لو خدا را

ترا ذکر ہر دم، ترا ورد ہر دم
اسی شغل میں وقت کٹتا ہے سارا

محبت کی شدت سے ہے ضبط مشکل
بیاں کے سوا اب نہیں کوئی چارا

خدارا ذرا اپنا جلوہ دکھا دو
کہ مدت سے ہے منتظر غم کا مارا

رہِ دل نوازی ہو منظورِ خاطر
کہ میری بہا ہے دلِ پارہ پارہ

فقط تیرے در کا جسے آسرا ہو
کہاں جائے پھر وہ گناہوں کا مارا

ترا آستاں چھوڑ کر کیسے جائیں
کہ جب مدعا تو ہی ٹھہرا ہمارا

مدینے کی گلیوں میں اللہ کے جلوے
خدا کا تجلیٰ یہاں آشکارا

لباسِ بشر میں یہ نورِ مجسم
خدا کی ہی صنعت کا ہے شہ پارا

ولی کی کرامت، نبوت کا باطن
یہ اہلِ بصیرت پہ ظاہر اشارا

غمِ قعرِ دریا، نہ طوفان کا ڈر
محمدؐ ہیں جبکہ سفینہ ہمارا

فتوحاتِ خاور، زفیضِ قلندرؒ
تقرّب اِلی اللہ کا پُرنور دھارا

پکڑ لو محمدؐ کا دامن کہ خاور
خدا تک رسائی کا ہے یہ سہارا

—:۲۲:—

کون و مکاں کی شان محمدؐ کے نام سے
قائم ہوئے جہان محمدؐ کے نام سے

ما کان ما یکون میں اک شور ہے بپا
ہستی کی داستان محمدؐ کے نام سے

وہ "کنت کنزاً" مخفیاً کا رازِ حسنِ ذات
ہے فاش بر جہان محمدؐ کے نام سے

لات و منات و نائلہ سب منہ کے بل گرے
توحید کی یہ شان محمدؐ کے نام سے

مفہوم دین صورتِ قرآن آشکار
یہ حسنِ خوش بیان محمدؐ کے نام سے

ہوں منسلک بہ رشتۂ خاصانِ خاص تر
نسبت مری جوان محمدؐ کے نام سے

ہم تو رہیں گے اسوۂ نبوی پہ گامزن
خاور ہماری شان محمدؐ کے نام سے

—:۲۳:—

اللہ کی مرضی ہے، محبوب منانے کی
معراج کی صورت میں، یہ بات بڑھانے کی

اس ذات کو بے پردہ دیکھا ہے فقط تو نے — ہے کس میں بھلا ہمت' یوں سامنے آنے کی
کیا راز تھے کیا رمزیں' واں بندہ و مولا میں — یہ بات نہیں ہرگز' اوروں کو بتانے کی
ہے مخفی خزانے کے' اظہار کا منشا آج — اللہ کی مرضی ہے' کونین سجانے کی
خوش دنیا و مافیہا' خوش عرش کے ساکن بھی — خوشخبری ہے عالم میں' محبوب کے آنے کی
یہ حرفِ الف اور میم' اور سارے مقطعات — مفہوم ہے اور سرخی' اک تیرے فسانے کی
تسبیح و مناجاتیں روزہ و صلوٰۃ و حج — محبوب ادائیں ہیں' محبوب منانے کی
محویت و محبوبی یکسوئی و تنہائی — ہے غارِ حرا سنت اس ذات کے پانے کی

مشغول رہو خاور تم نعتِ محمدؐ میں
صورت ہے یہی ان سے ملنے کے بہانے کی

—:۲۴:—

چاند سا مکھڑا بھولے بھولے — جھپکیں نین تو عالم ڈولے
مست نگاہیں چھلکی چھلکی — آنکھ کا جادو امرت گھولے
چہرۂ انور صبح درخشاں — زلفِ سیہ کو شب ہے ٹٹولے
ابرِ کرم چھا جائے ہر سو — لمبی کالی زلف جو کھولے
مست الست ہے چال بھی ایسی — ہر اک قدم پہ جو من موہ لے
عرقِ بدن ہے عطر سے بڑھ کر — گذرے جہاں سے خوشبو رولے
شیریں کلامے' خلق عظیمے — ناطق قرآں' جو لب کھولے
شان اور شوکت' روح الامیں بھی — جب ہو اجازت پھر در کھولے
دھیرے دھیرے' ہولے ہولے — تھام کے دامن خاور رو لے

رو لے' رو لے' خاور! رو لے
داغ گناہوں کے سب دھو لے

—:۲۵:—

خیالِ غیر مٹے دورِ این و آں گذرے — الٰہی عشقِ محمدؐ میں میری جاں گزرے
یہی ہے رمزِ محبت یہی ہے رازِ حیات — فریبِ سود و زیاں سے یہ جسم و جاں گزرے
خدا وہ وقت نہ لائے کہ میرا کوئی قدم — خلافِ جادۂ سیاحِ لا مکاں گذرے

خوشا وہ وقت کہ میرے حریمِ شوق میں بھی
کسی بہانے وہ محبوبِ انس و جاں گزرے

زہے نصیب ملے محملِ حبیب کہیں
ہزار دشت پھرے اور رواں دواں گزرے

یہی ہے اصلِ قیام و رکوع و ورد و صلوٰۃ
کہ زندگی تری الفت میں جاوداں گزرے

فقط حضوری تری، قرب و مدعا کی دلیل
خدا کرے کہ ترے آستاں پہ جاں گزرے

ثباتِ رونقِ ہستی، قوامِ دنیا و دیں
ترا قدم ہے مبارک جہاں جہاں گزرے

بہار ترا تبسم سحر کی تجھ سے نمود
کرم اے مہرِ جہاں ظلمت و خزاں گزرے

تری نظر کے تصدق ترے کرم کے طفیل
اسیرِ دامنِ الفت ہیں کامراں گزرے

تری تلاش میں اب تک بہ انتظارِ سحر
نگاہِ شوق سے لاکھوں ہیں کارواں گزرے

اسی امید پہ تیرے فقیر بیٹھے ہیں
کرم کی بھیک ملے دورِ امتحاں گزرے

فقط وہی ہے زمانے میں صاحبِ مقصود
جو معرفت میں تری ہو کے کامراں گزرے

نگاہِ فیض بھی ہو جائے جانبِ خاور
کہ راہِ عشق میں بے خوف و بے گماں گزرے

—۲۶—

محبت بھرے کیا پیام آ رہے ہیں
پیام آ رہے ہیں سلام آ رہے ہیں

وساطت تو جبریل کی اک ادا ہے
حقیقت میں خود ہی پیام آ رہے ہیں

یہ شانِ نبوت، یہ آنِ رسالت
نبی اقتدا میں تمام آ رہے ہیں

اثر کس کی آہوں کا ہے اہلِ ہمت
کہ وہ بہرِ دیدار عام آ رہے ہیں

جنوں کی نہایت، طلب کی صداقت
رہِ عشق میں میرے کام آ رہے ہیں

ہم اس رحمت العالمینی کے صدقے
جلو میں لئے عفوِ عام آ رہے ہیں

یہ کیفیتیں دل کی اور وارداتیں
ز فیضِ نظر کیا مقام آ رہے ہیں

زہے خوش نصیبی شہیدانِ الفت!
وہ مقتل میں پھر بے نیام آ رہے ہیں

عجب شے ہے لذتِ نخچیر خاور
کہ ہم خود بخود زیرِ دام آ رہے ہیں

—۲۷—

آنسوؤں کا رواں رواں ہونا
داستانیں بیاں بیاں ہونا

کوششِ ضبطِ عشق ہے گویا — غمِ پنہاں عیاں عیاں ہونا
دل کی بے تابیوں کا بالآخر — لحظہ لحظہ زباں زباں ہونا
عارضِ نور پہ سیہ کاکل — کیا سہانا سماں سماں ہونا
اُف یہ زلفوں کی چھاؤں کی ٹھنڈک — اور ان کا اماں اماں ہونا
ہر بلا سے حفاظتِ امت — ابروؤں کا کماں کماں ہونا
رحمت العالمیں! نظر کیجیے — تیرا در ہو مکاں مکاں ہونا
چشم و دل کا یہی ہے قبلہ گہ — سبز گنبد عیاں عیاں ہونا
میرا حال و مقام ہے یعنی — سوئے بطحا رواں رواں ہونا
کالی کملی کا تھام کر دامن — سرخروئے جہاں جہاں ہونا
حاصلِ عشق ہے فقط تیرا — بس ہمارے میاں میاں ہونا
یہ گوارا نہیں محمدؐ کو — عاصیوں کا کشاں کشاں ہونا
خواہشاتِ نفس کی افزونی — دل کا گویا زیاں زیاں ہونا

ترکِ خواہش کا نام ہے خاور
بے نیازِ جہاں جہاں ہونا

—۲۸—

زباں پر جب محمدؐ مصطفیٰ کا نام آتا ہے — بڑی تسکین ملتی ہے بڑا آرام آتا ہے
نہ چھیڑ اے ہم نشیں مجھ کو کہ ذکرِ پاک کی دھن میں — حضورِ حق سے اک الفت بھرا پیغام آتا ہے
رضائے مصطفیٰ میں ہے فقط خوشنودیٔ مولیٰ — یہ وہ جذبۂ صادق ہے جو آخر کام آتا ہے
رگ و پے میں سما جائے اگر الفت محمدؐ کی — مےِ عرفان ملتی ہے بقا کا جام آتا ہے
ہے مستی ایک ہشیاری اور ہشیاری بھی اک مستی — نشہ چڑھتا ہے یہ جب ساقیٔ گلفام آتا ہے
محبت کی نہایت ہے جنوں کی کارفرمائی — کہاں یہ راز اے دانش سمجھ میں عام آتا ہے
وفورِ عشق و مستی میں بھی ہے پاسِ ادب لازم — کہ عینِ وصل میں بھی عشق پر الزام آتا ہے
یہ نکتہ میں نے سیکھا ہے خریدارانِ یوسفؑ سے — کہ نقدِ دل بہ بازارِ محبت کام آتا ہے
تری حرمت پہ کٹ مرنا تری الفت میں جی اٹھنا — صدا خونِ شہیداں سے یہی پیغام آتا ہے
تری حلقہ بگوشی ہر دو عالم کی سعادت ہے — خوشا آں رندے تری محفل میں جس کا نام آتا ہے

نہیں موقوف ہمت پر ترے فضل و کرم سے ہی　　گدائے رشکِ ہفت اقلیم زیرِ دام آتا ہے
چھپا لو اپنے دامن میں کہ ہر بگڑی سنور جائے　　یہی احسانِ بے پایاں بالآخر کام آتا ہے

لگا ہے یا رسول اللہ! فقط تیری تمنا ہے
تڑپ کر خاورِ بسمل بزیرِ دام آتا ہے

—:۲۹:—

شان انوکھی سب سے نرالے　　کالی کالی کملی والے
لطف و کرم اور رحم سراپا　　ساری امت کے رکھوالے
شاہوں کو بھی فخرِ غلامی　　ایسی شان و شوکت والے
شمعِ حریم حسن پہ قرباں　　حسنِ تجلی کے متوالے
دستِ تصرف چاند کے ٹکڑے　　ایک اشارے سے کر ڈالے
حسنِ یوسفؑ بھی شرمائے　　ایسے موہنے مکھڑے والے
عرش و زمیں پر شور مچا ہے　　آئے بخشش رحمت والے
صلِّ علیٰ کا تحفہ لائے　　عرش کے ساکن دنیا والے

جانِ تمنا صبر ہے مشکل
خاور کو بھی اب اپنا لے

—:۳۰:—

تھی مجھے جن کی تمنا ماہ رو وہ آ گئے　　با ہزاراں ناز و عشوہ خوبرو وہ آ گئے
آج گویا پھر مری دیوانگی کام آ گئی　　اپنے دیوانے کی خاطر روبرو وہ آ گئے
عود کر آیا مرا اول جو آخر کی طرف　　پھر کھلا یہ راز جانِ جستجو وہ آ گئے
علم ہو عرفان سے خالی تو ہے گویا حجاب　　"رب زدنی علم" جانِ آرزو وہ آ گئے
مٹ گئے سب امتیاز اور اٹھ گئے سارے حجاب　　جب سرِ عرشِ معلیٰ روبرو وہ آ گئے
چھٹ گئیں سب ظلمتیں اور دب گئے باطل کے خم　　جس گھڑی نورِ جہانِ رنگ و بو وہ آ گئے

وہ مئے عرفاں کہ خاور ہم نے پی روزِ الست
ساقیٔ کوثر لئے جام و سبو وہ آ گئے

—:۳۱:—

ان رس بھری آنکھوں کے یہ اعجاز تو دیکھو   میخانے سر دوش ہیں انداز تو دیکھو
والشمس جو عارض ہے تو والیل ہیں زلفیں   یہ نورِ علی نور خدا ساز تو دیکھو
فرمایا خدا نے وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَکَ   ہر سُو اسی نام کی پرواز تو دیکھو
محبوب و محب میں نہیں اب دوئی کے پردے   یہ بندہ و مولیٰ کے حسیں راز تو دیکھو
"یٰسین" و "مزمل" کبھی "حم" پکارا   کیا حسنِ تخاطب ہے یہ انداز تو دیکھو
اے عاصیو! گھبراؤ نہ رحمت ہے بڑی چیز   رحمت کے ذرا حشر میں اعجاز تو دیکھو

ہر سمت فراوانیء انوارِ تجلی
خاور رخِ یار کے اعجاز تو دیکھو

—:۳۲:—

عشق گر سرفراز ہو جائے   خود حقیقت مجاز ہو جائے
دیدہ و دل ہیں منتظر کب سے   لطف بندہ نواز ہو جائے
منزلِ عشق میں بھی طے کرلوں   دستِ شفقت دراز ہو جائے
گرمیء عشقِ بے زباں معلوم   اور اگر سوز' ساز ہو جائے!
جو حقیقت ہے حسنِ معنی کی   عشق کا وہ جواز ہو جائے
پرسکون و حسیں اندھیرا ہو   زلف گر وہ دراز ہو جائے
فکرِ سود و زیان مٹ جائے   دل اگر بے نیاز ہو جائے
کیا عجب ہے جو یہ شکستہ دل   نازِ آئینہ ساز ہو جائے
انقباضِ طبیعتِ ناقص   اب کشود و نیاز ہو جائے
وصل عین فنا' بقا بھی ہے   یہ حضوری نماز ہو جائے
سکر ہو یا کہ صحو کا عالم   پر حقیقت نواز ہو جائے
میں کہ خاکِ درِ قلندرؒ ہوں   مجھ پہ بھی کشفِ راز ہو جائے

غلبہء شوقِ خاور بے خود
آگہی اور نیاز ہو جائے

—:۳۳:—

مخمور نگاہوں نے' ساغر جو اچھالے ہیں — اک جنبشِ ابرو سے' سب کام نکالے ہیں
یہ نظمِ دو گیتی کا' اک طرفہ تماشا ہے — تدبیر کے ہاتھوں میں' تقدیر کے بھالے ہیں
ہر سمت ہیں دیوانے' پروانے ہی پروانے — گردِ رخِ روشن جو' انوار کے ہالے ہیں
ہر حرف دل آرائی' ہر لفظ مسیحائی — انداز انوکھے ہیں' اعجاز نرالے ہیں
ہر قلب تمنا مست' ہر آنکھ تماشا مست — انوارِ تجلی کے' ہر سمت اجالے ہیں
ہم عشق کے ماروں کا' انداز نرالا ہے — ہم عشق کے ماروں کے' افکار نرالے ہیں
ادراک خیال افروز' اظہار جنوں پرور — دردِ غمِ الفت نے' کیا ڈھنگ نکالے ہیں
افلاک کی گردش بند' آفاق کی وسعت گم — گم کردۂ ہستی کے احساس نرالے ہیں

اسرار حقیقت کے' کیوں فاش نہ ہوں خاور
جب مردِ قلندرؒ کے' دامن کو سنبھالے ہیں

—:۳۴:—

بیٹھے ہیں تیرے در پہ کوئی بات کیجئے — ذوقِ طلب کی کچھ تو مدارات کیجئے
وقتِ نزع ہے اب تو ملاقات کیجئے — یہ سانس آخری ہے کوئی بات کیجئے
تیری نوازشوں کا بھروسہ ہے اے کریم — لطف و کرم کی تازہ روایات کیجئے
باطن کے نور اور تصرف کے فیض سے — شرحِ صدور و واقفِ حالات کیجئے
ہر مبتدی ہو منتہی بس اک نگاہ سے — عالم میں پھر ظہورِ کرامات کیجئے
وابستگانِ دامنِ اہلِ نظر ہیں ہم — کشفِ رموز و حال و مقامات کیجئے
ہستی موحدوں کے لئے اک حجاب ہے — اے لا شریک ذات! عنایات کیجئے
ہے صرف ذکرِ یار ہی وجہء سکونِ دل — ہر ایک سانس وقفِ مناجات کیجئے

خاور اسی کے فضل سے ملتی ہے معرفت
بس انتظارِ حسن مراعات کیجئے

—:۳۵:—

ڈرتے ڈرتے سوال کرتے ہیں — اور کچھ عرضِ حال کرتے ہیں
ہے فقط آرزوئے قرب و حضور — ورنہ ہم کب سوال کرتے ہیں

تیرے در سے مجھے اٹھاتے ہیں　　لوگ بھی تو کمال کرتے ہیں
حالتِ دل بتا نہیں سکتے　　جب توجہ بہ حال کرتے ہیں
جو الجھتے ہیں حرصِ دنیا میں　　زندگانی وبال کرتے ہیں
وسوسوں کو ضمیر و باطن پہ　　فضلِ رب سے محال کرتے ہیں
مبتدی شیخ کے تصور سے　　رنگِ صحبت بحال کرتے ہیں
حالِ ظاہر ہو یا کہ باطن ہو　　شیخ ہی دیکھ بھال کرتے ہیں
رنگِ صحبت عیاں ہے چہروں سے　　پیرِ کامل خیال کرتے ہیں
ہمتوں کے نہاں تصرف سے　　اہلِ دل بھی کمال کرتے ہیں
رازِ عرفاں انہیں پہ کھلتا ہے　　جو نفس میں کمال کرتے ہیں
زندگانی تری امانت ہے　　زندگی وقفِ حال کرتے ہیں
راہِ حق میں لٹا کے آل اپنی　　مرضیء ذوالجلال کرتے ہیں

ذاتِ حق کے مشاہدے خاور
بے نیازِ مآل کرتے ہیں

—:۳۶:—

تجھ سے جو بات ہوگئی ہوتی　　دل کی بارات ہوگئی ہوتی
پرسشِ غم کبھی تو کر لیتے　　کچھ مدارات ہوگئی ہوتی
پرسشِ غم بڑی غنیمت ہے　　اک ذرا بات ہوگئی ہوتی
بندہ پرور قبول کر لیجے　　دل یہ سوغات ہو گئی ہوتی
جانِ من چھوڑیئے حجابوں کو　　روبرو بات ہو گئی ہوتی
چشمِ گریاں کا یہ تقاضا ہے　　کھل کے برسات ہو گئی ہوتی
پھر سوال و جواب کی ہمت　　اک مناجات ہو گئی ہوتی
شاملِ حال کاش ہر لحظہ　　بس تری ذات ہو گئی ہوتی
اف یہ دیوانگی، تصور میں　　وقفِ حالات ہو گئی ہوتی
زندگی خود بخود سنور جاتی　　گر ملاقات ہو گئی ہوتی
تجھ سے ہی کائنات روشن ہے　　ورنہ ظلمات ہو گئی ہوتی

گر نہ ٹٹتی یہ ہستیء ظاہر
اک خرابات ہو گئی ہوتی

دل کی دنیا تری توجہ سے
اب کرامات ہو گئی ہوتی

تجھ سے باقی حیاتِ فانی ہے
ورنہ آفات ہو گئی ہوتی

دل کا دیپک جو بجھ گیا ہوتا
ہر سحر رات ہو گئی ہوتی

آخری دم ہے آخری خواہش
آخری بات ہو گئی ہوتی

بازیء عشق ہے جنوں خاور
اب تلک مات ہو گئی ہوتی

—:۳۷:—

نگاہوں سے پلایا جا رہا ہے
مجھے یوں آزمایا جا رہا ہے

سنبھل اے دل! مقامِ مشکل آیا
کہ ہر پردہ اٹھایا جا رہا ہے

یہ کس کے دل کی دنیا جاگ اٹھی
جمالِ رخ دکھایا جا رہا ہے

جھٹک کر کس نے یوں زلفیں بکھیریں
لپک کر ابر چھایا جا رہا ہے

مبارک عاشقانِ پاک طینت
سرِ مقتل بلایا جا رہا ہے

ذرا دامن سوئے محشر بڑھا دو
گنہگاروں کو لایا جا رہا ہے

نہیں تیرے کرم کا کچھ ٹھکانا
مجھے اپنا بنایا جا رہا ہے

کمالِ سوز و سازِ عشق و مستی
مٹا کر پھر بنایا جا رہا ہے

عجب خاور ہے تاثیرِ کلامے
یہ نغمہ عام گایا جا رہا ہے

—:۳۸:—

حال بے شک خراب ہو جائے
زندگی کامیاب ہو جائے

پرسشِ حال ابھی ابھی کر لو
پھر مبادا خراب ہو جائے

زندگی یوں تو کٹ ہی جائے گی
کاش دل کامیاب ہو جائے

حسن ہر حال میں ہے لا ثانی
عشق بھی لا جواب ہو جائے

تجھ سے میرا حجاب کیا معنی؟
دور للہ حجاب ہو جائے

حسنِ محبوب کی بھی تاب نہیں
اور اگر بے نقاب ہو جائے!

تیرا ملنا مرا مداوا ہے — لطف یہ بے حساب ہو جائے
صرف تیری عطا کا طالب ہوں — لطف ہو یا عتاب ہو جائے
میرا جینا بھی اور مرنا بھی — تیری مرضی کا باب ہو جائے
ذکر تیرا ہو' ورد تیرا ہو — بندگی آب و تاب ہو جائے
حاصلِ زیست تو' تری مرضی — ختم اس پہ یہ باب ہو جائے
حُبِ آلِ عبا کے صدقے میں — اب رسائی جناب ہو جائے

مرضیء حسنِ یار ہے خاور
عشق خانہ خراب ہو جائے

—:۳۹:—

نورِ مجسم! نورٌ من اللہ — سبحان اللہ' الحمد للہ!
دیکھا ہے جب سے تیرا تجلیٰ — نظریں تماشا دل بھی تماشا
پایا ہے تیرا نقشِ کفِ پا — وادی بہ وادی صحرا بہ صحرا
انوارِ رحمت لے کر جلو میں — کیا ضوفشاں ہے گنبدِ خضرا
والیل زلفیں والشمس عارض — موزون قامت دلکش سراپا
حسنِ تکلم معجز بیانی — تفسیرِ قرآں اسرارِ مولیٰ
تیری کہانی میری زبانی — کیسے بیاں ہو یٰسین و طٰہٰ
فرقِ طریقت؟ فرقِ شریعت؟ — یہ اذنِ ربی وہ حکمِ مولیٰ
تدبیر تیری تقدیر میری — جنبشِ ابرو کھل جائے عقدہ
اک عشق تیرا اک درد تیرا — میرا یہ حاصل میرا یہ سودا
مایوس کیوں ہوں نازاں نہ کیوں ہوں؟ — تیری شفاعت جب ہو مداوا
تیری حضوری دل کی صبوری — میرا یہ ملجا میرا یہ ماوا
یا ہم کناری یا بے کناری — دریا سے قطرہ قطرہ سے دریا
گوہر مقصد ہو جائے حاصل — ڈھونڈے صدف ہیں دریا بہ دریا
یہ جستجو ہے یہ آرزو ہے — ہو جائے دل پہ الفت کا غلبہ
ہے رات بھاری ہے بے قراری — ہے انتظاری کب ہو سویرا

شاہی سے بڑھ کر تیری گدائی بھر دو کرم سے سائل کا کاسہ
قدموں میں گر کر، دامن پکڑ کر کچھ عرض کرلوں رحمت سراپا

فیضِ نگاہ ہے بہ حالِ خاور
گاہے بگاہے، در بے محابا

—:۴۰:—

جانِ جاناں محمدؐ عربی میرا ایماں محمدؐ عربی
رحمتوں کے نزول کے باعث فضلِ یزداں محمدؐ عربی
واسطہ درمیان خلق و خدا حق کا عرفاں محمدؐ عربی
در لباسِ بشر مجسم نور نورِ جاناں محمدؐ عربی
گرچہ امی ہیں ظاہرا" لیکن علمِ یزداں محمدؐ عربی
سخت مشکل ہے جادۂ عرفاں کر دو آساں محمدؐ عربی
تیری رحمت کا آسرا ہے مجھے اے مری جاں! محمدؐ عربی

حشر کا غم اسے ہو کیوں خاور
جس کا ساماں محمدؐ عربی

—:۴۱:—

تیرے در و دیوار کو قبلہ بنا لیا گویا کہ ہم نے زیست کا مقصود پا لیا
راہِ وفا کی مشکلوں سے ہو کے بے نیاز وارفتگانِ شوق نے محمل کو جا لیا
فیضانِ نور کا ہوا اس آن ہی ظہور تیری رضا کو صرف جب مقصد بنا لیا
جو لوگ تیرے آستاں سے دور ہٹ گئے یکدم بلا اور وسوسوں نے ان کو آ لیا
در پردہ حکمِ یار میں شامل تھا اذنِ یار سر بے دریغ دے دیا اس کو منا لیا
وردِ درود پاک کی تاثیر دیکھئے اپنا بنا لیا مجھے اپنا بنا لیا
دنیائے دوں کے عیش و طرب سے نگہ ہٹی حرص و ہوا سے ہاتھ جب اپنا اٹھا لیا
مرشد کا نور اصل میں ہے نورِ احمدیؐ ہم نے چراغِ نور سے دیا جلا لیا

خاور رہے ہم ان کی طلب میں ہی گامزن
ان کا ہی یہ کرم تھا جو مطلوب پا لیا

المدد یا غوث الاعظمؓ المدد!

پیر کامل! بے بسوں کی لے خبر　　منزلِ مقصود ہے بس تیرا در
تیرے در کو چھوڑ کر جائیں کدھر　　رحم کی للہ ہو جائے نظر

لطف کن برما غریباں بے عدد
المدد یا غوث الاعظمؓ المدد

مبتلائے گردشِ ایام ہیں　　کشتگانِ چرخِ نیلی فام ہیں
ناتواں ہیں اور شکستہ جام ہیں　　زیست کے ہر موڑ پر ناکام ہیں

لطف کن برما غریباں بے عدد
المدد یا غوث الاعظمؓ المدد

بے عمل بھی سوختہ سامان بھی　　ذلت و رسوائی کا عنوان بھی
رنج و غم میں مضطرب حیران بھی　　در گرفتِ موجۂ طوفان بھی

لطف کن برما غریباں بے عدد
المدد یا غوث الاعظمؓ المدد

چھوڑ کر اسوۂ حسنہ خوار ہیں　　اپنے ہاتھوں آپ ہی لاچار ہیں
ظاہری اور باطنی بیمار ہیں　　لاج رکھ لو حاضرِ دربار ہیں

لطف کن برما غریباں بے عدد
المدد یا غوث الاعظمؓ المدد

زندگی مجموعۂ اوہام ہے　　بے یقینی کا یہی انجام ہے
ہر تمنا دل کی گرچہ خام ہے　　مطمئن ہیں فیض تیرا عام ہے

لطف کن برما غریباں بے عدد
المدد یا غوث الاعظمؓ المدد

جان و تن ناشاد ہی ناشاد ہے　　فتنۂ ابلیس سے برباد ہے
مادیت کا دور ہے الحاد ہے　　ہر گھڑی خاور کی یہ فریاد ہے

لطف کن برما غریباں بے عدد
المدد یا غوث الاعظمؓ المدد

ابوالفیض قلندرؒ

ہر درد کا درمان ابوالفیض قلندرؒ / ہر قلب کا ارمان ابوالفیض قلندرؒ
احمد کی ہے پہچان ابوالفیض قلندرؒ / اللہ کا عرفان ابوالفیض قلندرؒ
ہر آن ہے دربارِ نبوت میں حضوری / کیا آن ہے کیا شانِ ابوالفیض قلندرؒ
پابندیٔ احکام شریعت کا یہ عالم / قرآن ہی قرآن ابوالفیض قلندرؒ
اوصافِ جلالی و جمالی کا یہ پیکر / اک آیۂ رحمٰن ابوالفیض قلندرؒ
کردار میں گفتار میں اور صدق و صفا میں / احسان ہی احسان ابوالفیض قلندرؒ
طالب کو کرے عارفِ کامل جو نظر سے / وہ مرشدِ ذی شان ابوالفیض قلندرؒ
ہم عشق کے ماروں کا ٹھکانا درِ حضرت / اپنا ہے نگہبان ابوالفیض قلندرؒ
نے فکر و غمِ دوش نہ امروز نہ فردا / میرا تو ہے سامان ابوالفیض قلندرؒ

خاور کو اٹھاؤ نہ درِ یار سے لوگو
خاور تو ہے دربانِ ابوالفیض قلندرؒ

شیخ المشائخ پیرِ قلندرؒ

شان قلندرؒ اللہ اکبرؒ / شمعِ تجلی نورِ پیمبرؐ
مشعلِ حسنِ زہرہؓ و حیدرؓ / عکس جمالِ سیدؐ و سرورؐ
مظہرِ ذاتِ مولائے انور
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

تفسیرِ باطن تصویرِ ظاہر / معنیٔ قرآں اظہر و مضمر
عملِ مزمل رازِ مدثرؐ / خلقِ نبی کا نقشہ سراسر
رحمِ مکمل چشمۂ کوثر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

محورِ عشق حضرتِ شبرؓ مرکزِ جودو سخا شیخ قادرؒ
وارثِ علم حیدرؓ و صفدر مخزنِ علم احمدؐ اطہر
حاملِ سنت قاطعِ منکر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

چشم و چراغِ خانۂ علوی اعجاز نبوی شہکارِ ربی
رفتارِ صالح گفتار حقی من امرِ احمدؐ من امرِ ربی
سیرتِ نبوی کے زندہ پیکر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

خلقِ محمد صلی وسلم شان و جلال فاروق اعظم
علم و غنائے عثمان اکرم مانندِ حیدرؓ ایمان محکم
صدق و صداقت صدیق اکبر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

فیضِ رسالت لطفِ کریمی کنزِ ولایت رمزِ حکیمی
نورِ ہدایت شمعِ یتیمی کشف و تجلی نخلِ کلیمی
شمسِ شفاعت شافعِ محشر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

شمعِ حریم ذاتِ خدائے ہم کبریائے ہم مصطفائے
مصباحِ ظلمت منزل رسائے خضرِ طریقت رہبرِ راہے
مرشدِ کامل ہادیِ اکبر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

جانِ گلستان رشکِ بہاراں ماہِ درخشاں مہرِ فروزاں
رحم و کرم کا ابرِ بہاراں رحمت بدوشے رحم بداماں
نائب ساقیِ تسنیم و کوثر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

تقدیرِ ملت توقیرِ ملت   تدبیرِ ملت تنویرِ ملت
چشمۂ الفت فیضِ مودت   رازِ طریقت سرِّ حقیقت
مبداء وحدت اجمال منظر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

ضبطِ مجسم ایمان و تقوی   ربطِ مقالاتِ دنیا و عقبیٰ
وہ ہے اک صراطِ اسوۂ حسنہ   وہ ہے اک کتابِ اسماءِ حسنیٰ
اولیٰ و اعلیٰ اکمل و برتر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

ہر دو جہاں کے رازوں سے آگاہ   مردِ خدا اور مردِ حق آگاہ
لاریب فرزندِ یٰسینؑ و طٰہٰ   وقتاً فوقتاً لِی مَعَ اللہ
سبحان اللہ اللہ اکبر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

دافعِ الم ہے اس کا تبسم   راحتِ دل ہے چشمِ ترحم
وجہِ سکوں ہے طرزِ تکلم   مشعلِ رہ ہے ذوقِ ترنم
راحتِ جاں ہے اس کا تصور
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

فانوسِ عرفاں شہ سہروردی   ملبوسِ شرع مہ سہروردی
تمہیدِ باب رہ سہروردی   شاہدِ پیکِ اسریٰ بعبدی
تابعِ الفقر فخری پیمبر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

انوارِ نوری و خاکی کے محرم   عرفاں مجسم رہبر معظم
دینِ نبی کے ضبطِ منظم   سنت سراپا دینِ مکرم
اقوال اس کے اقوالِ حیدر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

اے شیخ تیری دامان گیری　　فخرِ امیری فخرِ فقیری
تیری حضوری روشن ضمیری　　یعنی بشیری یعنی نذیری
خدام تیرے رشکِ سکندر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

تیرے یہ داسی تیری دیا سے　　آنچل گرائے آنچل سنبھالے
دھرتی میں بس کر دھرتی سے بچتے　　سنسار بھر کو مکتی ہیں دیتے
کیا شانتی ہے کیا پیت چندر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

یہ ڈال تیرے یہ پات تیرے　　تو ساتھ ان کے یہ ساتھ تیرے
ان کا یہ پت جھڑ ان کے بکھیڑے　　تو ہی سمیٹے تو ہی نبیڑے
اپنی دیا کا برسا دے بادر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

"لا تقنطو" میں دیوانے تیرے　　"لا تحزنو" میں پروانے تیرے
تجھ پاس آئے مستانے تیرے　　افتاں و خیزاں پیمانے تیرے
تھامو انہیں اور بھر دیجئے ساغر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

پیرِ قلندرؒ میخانہ در بر　　مینا بہ مینا ساغر بہ ساغر
ایسی پلانا اس طور بھر کر　　جس کو یہ پی کر جس کو چڑھا کر
ہو جائیں تیرے خود کو گنوا کر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

ظاہر چھپا ہے نہ باطن چھپا ہے　　تجھ پاس سب کا دفتر کھلا ہے
حرفِ تمنا کس نے کہا ہے　　پاسِ ادب ہے مانع حیا ہے
تیرے حوالے ہر اک کا دفتر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

غوثِ زمانہ ہمری کہانی — للّٰہ سن لو میری زبانی
داد و عطا کی کر مہربانی — ہوں بے نیازِ اپنی و آنی
فیضِ عطا سے اب کامراں کر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

خاور سکھی ری بیمار دبے جاں — تو جس کا دارو تو جس کا درماں
خاور سکھی ری بے ساز و ساماں — تیری عطا کا طالب وجویاں
کر دستگیری حل مشکلیں کر
شیخ المشائخ پیر قلندرؒ

رباعی

اوصافِ حمیدہ کا اک پیکرِ لاثانی — وہ عالمِ ربانی وہ مرکزِ روحانی
بوالفیضؒ کے صدقے میں یا رب تو عنایت کر — ہر نعمتِ دنیاوی، ہر دولتِ عرفانی

رباعی

مشکل آسان ہوئی جاتی ہے — اپنی پہچان ہوئی جاتی ہے
نسبتِ سلسلہ کی برکت سے — زندگی شان ہوئی جاتی ہے

التجا

لوگ ہنستے ہیں ہم جدھر جائیں — میرے مولا بتا کدھر جائیں؟
ہے وہیں سے حدودِ کوچہء یار — جس جگہ عاشقوں کے سر جائیں
زندگی تیرے در سے وابستہ — ہے یہ جینا یہیں پہ مر جائیں
ہے تمنا کہ حال دل کہ لیں — ہو اجازت تو عرض کر جائیں
صرف وہ ہی حسین لمحے ہیں — یاد تیری میں جو گذر جائیں
آستاں تیرا جن کی منزل ہے — وہ کبھی بھی نہ در بدر جائیں
ساقیا! تیرا میکدہ آباد — جام میرے تمام بھر جائیں
واسطہ تیری مصطفائی کا — اپنی امت کو پار کر جائیں
از طفیلِ محمدؐ عربی — خدمتِ دین کاش کر جائیں
یا علیؓ حسنؓ حسینؓ بتولؓ — آپ ہوں روبرو جدھر جائیں
یارِ غار اے ابوبکر صدیقؓ — رنگِ صحبت نگہ سے بھر جائیں
از پئے حضرتِ عمر فاروقؓ — بگڑیاں میری بن سنور جائیں
المدد اے غنیء ذوالنورینؓ — یہ کٹھن منزلیں گذر جائیں
بابِ علمِ مدینۃ النبوی — راز عرفاں کے فاش کر جائیں
سب اماموں کے ہم ہیں حلقہ بگوش — بسکہ خدمت میں مفتخر جائیں
سید الطائفہ جنیدؒ بغدادی — جھولیاں سائلوں کی بھر جائیں
میر میراں حسین زنجانیؒ — در حضوری مقیم کر جائیں
فخرِ اغیاث داتا ہجویریؒ — میری تکمیل آپ کر جائیں
غوث الاعظم حبیب سبحانیؒ — تھامئے ہاتھ پار اتر جائیں
سہروردی عمر شہاب الدینؒ — لاج رکھ لو کہ ہم سنور جائیں
خواجہء خواجگان اجمیریؒ — المدد مرحلے گذر جائیں
حضرت نقشبندؒ! میرے حال — ظاہری باطنی سنور جائیں
زکریاؒ غوث پاک ملتانیؒ — فضل کی اک نگاہ کر جائیں

مردِ تفرید اے فریدؒ! مجھے — منفرد عاشقوں میں کر جائیں
اے مجددؒ امام سرہندی — رنگِ وحدت شہود بھر جائیں
پیرِ پیراں میاںؒ حیات گڑھی(۱) — تیرے درویش بارور جائیں
کر توجہ کہ حضرت بوالفیضؒ(۲) — طے یہ راہِ سلوک کر جائیں
قطب الاقطاب پیر احمد شاہؒ(۳) — سرخرو دو جہاں میں کر جائیں
فضل بہرامؒ فضلِ ربانی(۴) — فضلِ ربیؒ تمام کر جائیں

یہ تقاضا ادب کا ہے خاور
بے سر و ساز و بال و پر جائیں

---

(۱) حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھیؒ (راقم الحروف کے دادا پیر)
(۲) راقم الحروف کے پیر و مرشد حضرت ابو الفیض سید قلندر علی سہروردیؒ ہنجروال لاہور
(۳) حضرت پیر احمد شاہ قادریؒ چک ۲۵۳ گ ب تحصیل جڑانوالہ
(۴) حضرت پیر فضل داد المعروف فضل بہرام چشتیؒ بسال ضلع اٹک

پنجاب دی لسی

—:۱:—

الم نشرح دا راز جو کھلیا' پیا دوارے گل بن گئی
سوہنا یار خود آ کے ملیا' پیا دوارے گل بن گئی

عین وصال سہانی گھڑیاں' کیتیاں تاب نے اڑیاں پھڑیاں
دل دیاں اکھیاں رج رج تکیا' پیا دوارے گل بن گئی

حسنِ تجلی لاٹاں مارے' بحرِ حقیقت ٹھاٹھاں مارے
ہر شے دے وچ آپے وسیا' پیا دوارے گل بن گئی

راتیں روواں دن وی رووں صدقے جاواں واری جاواں
ابھڑ واہے پردہ چکیا' پیا دوارے گل بن گئی

ستیاں جاگیاں چین نہ آوے' عشق دی گرمی چنگاں مارے
لوں لوں دے وچ ایسا رچیا' پیا دوارے گل بن گئی

جھوٹے لپے جھوٹے لارے ہر کوئی دھکے دھوڑے مارے
سوہنے باجھ کسے نہ جھلیا پیا دوارے گل بن گئی

میں کوچجی اوگن ہاری پیر مرا لج پال قلندرؒ
سیئو نی سب [illegible] ایتھوں لبھیا' پیا دوارے گل بن گئی

پیا دی واگ نوں جس نے پھڑیا' ہسدیاں ہسدیاں ڈولی چڑھیا
سدا سہاگن اوہی اڑیا' پیا دوارے گل بن گئی

—:۲:—

لڑ پھڑیا رب دے بندے دا' ہن موجاں ای موجاں نیں
نہ فکر کسے وی دھندے دا' ہن موجاں ای موجاں نیں

ایہہ نسبت رنگ لیاندی اے' ہر بگڑی گل بناندی اے
بھا چڑھیا ہر اک مندے دا' ہن موجاں ای موجاں نیں

کجھ تیشے چھوڑے لاہے نے' کجھ آری پھٹ لگائے نے
دل پدھرا ہویا رندے دا' ہن موجاں ای موجاں نیں

انج مانجھا رگڑا چڑھیا اے' انج عشق دی بھٹی سڑیا اے
زنگ لتھا ایسا گندے دا' ہن موجاں ای موجاں موجاں نیں

آپے اپنا در وکھایا' آپے کرم دا ٹوڑا پایا
کجھ فرق نہ چنگے مندے دا' ہن موجاں ای موجاں موجاں نیں

خود پینڈا اتھے مکدا اے' خود منزل ٹردی اوندی اے
پھڑ ودھ کے رسہ دندے دا' ہن موجاں ای موجاں موجاں نیں

اوہ نال سی کہف دے یاراں دے' ایہہ نال اے مرشد کامل دے
کیہہ پچھدے او خاور خندے دا' ہن موجاں ای موجاں موجاں نیں

—:۳:—

نہ چپ کروا نہ کہندا اے' دل وس وچ ناہیں رہندا اے
بس اُڈوا پُڈوا ڈھیندا اے' دل وس وچ ناہیں رہندا اے

اگ بلدیاں بلدیاں بلدی اے' گل پھبدیاں پھبدیاں پھبدی اے
جگ سارا اینوں کھیندا اے' دل وس وچ ناہیں رہندا اے

ایہہ جھیڑے دنیا داری دے سب ول فریب مداری دے
وچ پھسدیاں کجھ نہ رہندا اے دل وس وچ ناہیں رہندا اے

مرشد باجھ نہ دوجا کوئی' مرشد باجھ نہ رنگدا کوئی
ایہہ چڑھیا رنگ نہ لہندا اے' دل وس وچ ناہیں رہندا اے

ایہہ بڑیاں ڈونگیاں رمزاں نے' ایہہ مورکھ کوئی کیہہ سمجھن
کجھ پلے مول نہ پیندا اے' دل وس وچ ناہیں رہندا اے

نہ ڈھوئی گلاں باتاں دی' نہ اُچیاں ذاتاں پاتاں دی
چپ وٹیاں بیڑا بہندا اے دل وس وچ ناہیں رہندا اے

جد پلے کجھ نہ رہندا اے جد ہٹھ پورا بہندا اے
تاں فرق نہ کوئی رہندا اے دل وس وچ ناہیں رہندا اے

اوکھی منزل ڈونگے پینڈے ہسدیاں ایہہ تاں ماراں نوں
کوئی ورلا خاور سہندا اے' دل وس وچ ناہیں رہندا اے

—:۴۷:—

بن یار نہ مول بہاراں نے' اساں سوہنا یار منانا ایں
ایتھے پینڈیاں بھاویں ماراں نے' اساں سوہنا یار منانا ایں

اساں ہور کسے توں کیہہ لینا' اساں ہور کسے نوں کیہ کہنا
سانوں یار دیاں سک ساراں نے اسیاں سوہنا یار منانا ایں

جو روگ دے تتڑی جندڑی نوں اوہ لوک نمانے کیہہ جانن
چپ وٹی غم دیاں ماراں تے اساں سوہنا یار منانا ایں

نہ چھیڑو دل دیاں تاراں نوں' ایہہ بڑیاں نازک تاراں نے
ایہہ جڑدیاں نہ بن یاراں نے' اساں سوہنا یار منانا ایں

چھڈ مجلیا لوکا دنیا نوں ایہہ دنیا گھر فریباں دا
ہر پاسے ایتھے ہاراں نے اساں سوہنا یار منانا ایں

اساں تیرا بوہا ملیا اے اساں ہور دا بوہا کیہ بھنا
سانوں جھلیا اے سرکاراں نے اساں سوہنا یار منانا ایں

ایتھے سجناں دا نظارا اے ایتھے سجناں دا لشکارا اے
ایتھے وردھیاں نوری دھاراں نے اساں سوہنا یار منانا ایں

رت رو رو روندی اکھیاں دی' ایہہ مالا وے ات ہنجواں دی
کرلاندیاں کوکاں ہاڑاں نے اساں سوہنا یار منانا ایں

ایہہ دل دے انھے کیہہ جانن جو بھانبڑ من وچ مچیا اے
ہر لحظہ ودھدیاں ناراں نے اساں سوہنا یار منانا ایں

لڑ پھڑیا اے فقیراں دا الفقر دے والی میراں دا
لج رکھنی اے سرکاراں نے اساں سوہنا یار منانا ایں

چھڈ خاور سکیاں گلاں نوں بھن کچیاں پکیاں گھڑیاں نوں
بن گھڑیاں ٹھلدیاں ناراں نے اساں سوہنا یار منانا ایں

❀

تمھیں اہلِ محفل ہو مژدہ کہ خاور ۔۔۔ نوا ریز آیا نوا ساز آیا

رخ اول (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۴ء)

"قصہ ہے ان دنوں کا کہ آتش جوان تھا"
بلکہ
نوجوان تھا ـــــ!

—:۱:—

خاور مے کہن میں وہ سرمستیاں کہاں
اٹھو کہ دورِ مستیٔ بادہ نکل گیا
تقلیدِ وضع ہائے کہن مصلحت نہیں
تم بھی روش بدل دو زمانہ بدل گیا

—:۲:—

ذکر صبحِ شباب کر بیٹھے
شام پیری عذاب کر بیٹھے
یادِ ماضی میں زندگی اپنی
اپنے ہاتھوں خراب کر بیٹھے

—:۳:—

دے آج مئے ہوش ربا دے ساقی
ایسی کہ جو دیوانہ بنا دے ساقی!
خاور کی تمنا کو بھی پورا کر دے
اک جام محبت کا پلا دے ساقی

—:۴:—

کر جنگ نفس سے کہ شجاعت ہے تو یہ ہے
تو دل کا غنی ہو کہ قناعت ہے تو یہ ہے
ڈھونڈو نہ کبھی عیب کسی انسان کے خاور
دنیا میں اگر باعثِ عزت ہے تو یہ ہے

—:۱:—

نگاہوں کا بدلنا اک نئی مشکل نہ بن جائے
نئی مستی نیا ساقی نئی محفل نہ بن جائے

کسی کی پاک دامانی فریبِ دل نہ بن جائے
خیالِ دل نشیں وجہِ سکونِ دل نہ بن جائے

چرا کر آنکھ مجھ کو دیکھتے ہیں وہ سرِ محفل
یہ دزدیدہ نگاہی اور بھی قاتل نہ بن جائے

جسے موجوں کا سینہ چیرنا میں نے سکھایا ہے
وہ کشتی پھر کہیں آسودۂ ساحل نہ بن جائے

زمانے بھر میں کیوں بدنام ہے میری غم آشامی
وہ مے نوشی ہے جو برہم زنِ محفل نہ بن جائے؟

یہ مانا میرے دل کو اعتبار جوئے نغمہ ہے
مگر یہ آہ و زاری عشق کا حاصل نہ بن جائے

نجومِ چرخ مجھ سے آخرِ شب چھپتے جاتے ہیں
کہ یہ فرقت کا مارا رحم کے قابل نہ بن جائے

کہا میرے شکستہ دل نے میری چشمِ پرنم سے
تیرا ہر قطرۂ خونیں ٹپک کر دل نہ بن جائے

یمِ آلام میں کھا کر تھپیڑے موجِ سرکش کے
مری یہ کشتیء عمرِ رواں ساحل نہ بن جائے

یہی جذبِ محبت ہے تو اک دن قیس کی خاطر
غبارِ نقشِ پائے کارواں محمل نہ بن جائے

ترا ذوقِ سفر کامل ہے گر اے رہروِ منزل
تو ہر ذرہ تڑپ کر اک نئی منزل نہ بن جائے

مجھے ڈر ہے کہیں دردِ محبت کا مزا پا کر
یہ مرغِ دل ہمیشہ کے لئے بسمل نہ بن جائے

یہ روز افزوں ترقی ہے اگر ارمان و حسرت کی
ہمارے خانہء دل میں نئی محفل نہ بن جائے

میں انکے روبرو محض اس لئے خاموش رہتا ہوں
کہ میری لب کشائی حاصلِ محفل نہ بن جائے

جنابِ تاجور(۱) چپ ہیں انہیں یہ فکر لاحق ہے
کہ یہ نوخیز شاعر، شاعرِ کامل نہ بن جائے

ابھی آسان ہے عشقِ بتِ کم سن مگر خاور
جوانی میں تمہارے واسطے مشکل نہ بن جائے

---

(۱) یہ غزل دسمبر ۱۹۴۲ء میں ایس پی ایس کے (S.P.S.K) ہال (واقع سرکلر روڈ لاہور جو اب منہدم ہو چکا ہے) میں ایک منعقدہ مشاعرہ میں پڑھی گئی جس کی صدارت علامہ تاجور نجیب آبادی (پروفیسر دیال سنگھ کالج لاہور) نے فرمائی۔

—:۲:—

ان نگاہوں کے تصادم سے جو میں بے ہوش تھا / آنکھ محوِ دید تھی اتنا تو پھر بھی ہوش تھا

چہرۂ حسنِ حقیقت سے اٹھا جونہی نقاب / تابِ نظارہ کسے تھی ہر کوئی مدہوش تھا

ٹپکا پڑتا تھا نگاہوں سے محبت کا سرور / دل کے پیمانے میں ایسا بادۂ سرجوش تھا

بزم میں حسنِ مجازی کی حقیقت جب کھلی / کرلیا مستی میں سجدہ گو ہراک ذی ہوش تھا

رقصِ مستانہ، سرور و مستی و جام و سبو / مے کشوں کے ہاں یہ سامانِ فریب ہوش تھا

مست آنکھیں، چال رندانہ، ادائیں دلربا / میکدہ سازِ محبت میکدہ بردوش تھا

ہم نے خاور کو بھی دیکھا تھا نرالے رنگ میں
ہوش تھا اس کو نہ دنیا کا نہ اپنا ہوش تھا

—:۳:—

تمہاری بزم فردوسِ بریں معلوم ہوتی ہے / تمہاری شکل حوروں سے حسیں معلوم ہوتی ہے

نہ کیوں ہو جائیں میری زندگی میں الجھنیں پیدا / نگاہِ ناز مجھ سے خشمگیں معلوم ہوتی ہے

عجب کیفیتِ دل ہے خلش دردِ محبت کی / کہیں محسوس ہوتی ہے، کہیں معلوم ہوتی ہے

ذرا حسنِ تصور کی کرشمہ سازیاں دیکھو / جدھر دیکھیں تری صورت وہیں معلوم ہوتی ہے

جبیں رکھی ہوئی ہے ان کے پائے ناز پر میں نے / مری تقدیر اب گردوں نشیں معلوم ہوتی ہے

کسی نے پھر تسلی دی مرے ٹوٹے ہوئے دل کو / رسائی میری آہوں کی قریں معلوم ہوتی ہے

وہ ان کی اک اچٹتی سی نگاہِ ناز اے خاور
کہ جس سے اب مری دنیا حسیں معلوم ہوتی ہے

—:۴:—

پورا کبھی وہ وصل کا پیماں نہ کرسکے / تسکینِ دل کے واسطے ساماں نہ کرسکے

روزِ ازل سے رہتے ہیں جو کوئے دوست میں / دل سے وہ سیرِ روضۂ رضواں نہ کرسکے

ہنگامِ نزع حسرتِ دیدار رہ گئی / یعنی رہِ عدم کو وہ آساں نہ کرسکے

وہ ابرِ کرم کچھ بھی نہیں جو برس کے بھی / صحرائے حسن و عشق گلستاں نہ کرسکے

ایسے خزاں نصیب کی حسرت نہ پوچھ جو / ویرانگیٔ دل کو خیاباں نہ کرسکے

وہ آنکھ پھوٹ جائے محبت میں اے خدا / جو آنسوؤں کو گوہرِ تاباں نہ کرسکے

اعجازِ چشمِ ساقیِ مستانہ دیکھنا ہم بزم میں حفاظتِ ایماں نہ کرسکے
وہ راہروِ عشق کی منزل میں خام ہے جو دل کی وسعتوں کو بیاباں نہ کرسکے
خاور ہماری عشق میں معذوریاں نہ پوچھ
ہم دل کو ان کی شان کے شایاں نہ کرسکے

—:۸:—

دشتِ جنونِ عشق میں، حسن کو آشکار کر فکرِ تلاشِ یار پر، ہوش و خرد نثار کر
حاصلِ زیست ترا غم، عشق کی پختگی الم دل کی خلش بڑھائے جا، شوق سے غم گسار کر
مثلِ صدف ہوں کم بہا، مثلِ خزف ہوں ناسزا پرتوِ چشمِ فیض سے، گوہرِ شاہوار کر
لطف تو جب ہے ساقیا، جام و سبو دھرے رہیں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر، رندوں کو مے گسار کر
دیکھ او حسنِ بے خبر، آگ دلوں میں لگ نہ جائے جلوۂ برق پاش کو اور نہ تابدار کر
اے میری چشمِ تر ذرا کچھ تو اثر دکھائے جا ان کی بھی آنکھ کو کبھی ایسے ہی اشکبار کر
خاورِ خستہ جاں یہی، پاسِ وفا کی شان ہے
غیض و غضب میں وہ رہیں اور تو انکو پیار کر

—:۶:—

دل میں خیالِ یار جب آتا چلا گیا ہر پردہ درمیاں سے اٹھاتا چلا گیا
ہر لمحہ یادِ غیر بھلاتا چلا گیا ہر لحظہ ان کو سامنے لاتا چلا گیا
گل ہائے انبساط کھلاتا چلا گیا دنیائے اضطراب پہ چھاتا چلا گیا
کیسا حسیں خیال تھا جو ما سوائے یار ہر شے کا نقش دل سے مٹاتا چلا گیا
خاموش و بے حکایت و نا آشنائے صوت اک بے صدا رباب بجاتا چلا گیا
وہ سازِ دل پہ نغمۂ خاموش چھیڑ کر راز آشنائے عشق بناتا چلا گیا
میں انتہائے شوق میں بیہوش و بے نیاز ہوتا چلا گیا وہ مجھ کو بناتا چلا گیا
خاور قریب تھا کہ میں کھو دوں حواس و ہوش
اک حادثہ تھا ہوش میں آتا چلا گیا

—:۷:—

جوشِ مستی میں کہاں باقی ہے ہوشِ دل مجھے خستہ حالی نے بنایا رحم کے قابل مجھے

اک نئے عالم میں پھر لے جا رہی ہے ساتھ ساتھ — اللہ اللہ وہ نگاہِ صاحبِ محفل مجھے
میری چشمِ تر سے یہ اشکوں کا طوفانِ عظیم — خود بخود لے جا رہا ہے جانبِ ساحل مجھے
گردشِ تقدیر بھی ہے ساتھ راہِ عشق میں — پہنچنے دیتی ہے کب یہ جانبِ منزل مجھے
کس قدر ہے چشمِ ساقی کیف زا کیف آفریں
بن پلائے اس نے خاور کر دیا غافل مجھے

—:۸:—

عشق میں اہلِ ہوس کو کامراں دیکھا نہیں — ہر کوئی ناشاد دیکھا شادماں دیکھا نہیں
خطرۂ گلچیں جہاں ہو اور نہ خوفِ باغباں — اس گلستاں میں کسی کا آشیاں دیکھا نہیں
تنگ ہے جوشِ جنوں کے واسطے کل کائنات — ہم نے ایسا جذبۂ ذوقِ نہاں دیکھا نہیں
ماسوائے محفلِ انجم و یا ان کا خیال — ہجر کی راتوں میں کوئی رازداں دیکھا نہیں
ہے مجھے قیدِ قفس میں ہمتِ صبر و رضا — آج تک گھبرا کے سوئے آسماں دیکھا نہیں
ناتوانی کا برا ہو اب نظر کے سامنے — صرف گردِ کارواں ہے کارواں دیکھا نہیں
کب سے بربادِ رہِ الفت ہوں خاور مثلِ خاک
اور منزل کا ابھی کوئی نشاں دیکھا نہیں

—:۹:—

ترے دل میں لذتِ درد ہو مرے دل میں سوز و گداز ہو
"مرا عشق حسن پرست ہو، ترا حسن عشق نواز ہو"
میں تلاش کرتا ہوں جا بجا، جو کہیں ملے تیرا نقشِ پا
تو مجھے جبینِ نیاز پر، کبھی فخر ہو کبھی ناز ہو
اگر اپنے ہاتھ سے ساقیا! تو پلائے جام شراب کا
وہیں رحمتوں کا نزول ہو وہیں دل پہ بارشِ راز ہو
مجھے جس نے مست بنا دیا مرے ہوش جس نے اڑا دیے
وہی بزم ہو، وہی مطربہ، وہی نغمہ ہو وہی ساز ہو
جو ریا سے سجدے کیے اگر تو فضول خاورِ بے خبر
جو نیاز ہو تو نیاز ہو جو نماز ہو تو نماز ہو

—:۱۰:—

در پردہ رہ کے دل میں تو پردہ نہ کیجئے
راز و نیازِ عشق معمّے نہ کیجئے

ہاں شوق سے اب سامنے آجایئے حضور
دیوانہ کیجئے مجھے دیوانہ کیجئے

ہے صرف سوز و سازِ محبت سے زندگی
دل کو مذاقِ عشق میں پروانہ کیجئے

موجود ہوں نہ خود میں جب اندازِ عاشقی
پھر ان سے کیوں شکایتِ بیگانہ کیجئے

مذہبِ عاشقی میں تو شکوہ حرام ہے
سر زیرِ بارِ شکوۂ بے جا نہ کیجئے

پیغام دے رہی ہے یہ ہر آہِ بے اثر
یعنی وقارِ عشق کو رسوا نہ کیجئے

شاعر کا فکر آئینۂ شش جہات ہے
آئینۂ خیال کو رسوا نہ کیجئے

ہر شعرِ دل گداز سے آتی ہے یہ صدا
اتنی تپش کلام میں پیدا نہ کیجئے

خاور ابھی ضرورتِ اخفائے حال ہے
اشکوں سے کشفِ شرحِ تمنا نہ کیجئے

—:۱۱:—

طالبِ دید ہوں مجھے جلوہ ذرا دکھا تو دے
رخ سے نقاب اتار کر تشنہ لبی بجھا تو دے

اپنی شرابِ وصل سے اپنی نگاہِ لطف سے
آتشِ غم بجھا تو دے دل کی خلش مٹا تو دے

منزلِ عشق کی طرف ہو تو رہا ہوں گامزن
جذبۂ شوق تو ذرا راہ مجھے دکھا تو دے

درد تو تیرے عشق کا حاصلِ زیست ہے مگر
بہرِ خدا اب ایک دل درد کا آشنا تو دے

کب سے ہے بحرِ عشق میں کشمکشِ حیات و موت
ساحلِ انبساط سے کشتیٔ غم لگا تو دے

سمجھوں گا بزمِ حسن سے دادِ وفا بھی مل گئی
میرے شکستہ حال پر تو ذرا مسکرا تو دے

خاورِ خستہ جاں کا دل جس نے کیا ہے مضطرب
بزم میں آج مطربہ نغمہ وہی سنا تو دے

—:۱۲:—

راحت کو اضطراب کئے جا رہا ہوں میں
یہ زندگی عذاب کئے جا رہا ہوں میں

نظروں کو کامیاب کئے جا رہا ہوں میں
ہر ذرہ آفتاب کئے جا رہا ہوں میں

میری نظر کو آ گئی تابِ حجاب سوز
پھر ان کو بے نقاب کئے جا رہا ہوں میں

عقل و خرد گنوا کے بھی اتنا شعور ہے
تم کو ہی انتخاب کئے جا رہا ہوں میں

اعجازِ چشمِ طالبِ دیدار دیکھنا جلووں کو بے نقاب کئے جا رہا ہوں میں
جام و سبو کی میکشو حاجت نہیں رہی آنکھوں سے اکتساب کئے جا رہا ہوں میں
دیوانہ وار چھیڑ کے رودادِ پُر الم عالم میں انقلاب کئے جا رہا ہوں میں
لو ہو چلا ہے ان کو بھی احساسِ ضبطِ غم آہوں کو باریاب کئے جا رہا ہوں میں
خاور کسی حسین کو خود دے رہا ہوں دل
خود زندگی خراب کئے جا رہا ہوں میں

—:۱۳:—

یہ جگنو ہے کہ ہے حسنِ ازل کے نور کا ٹکڑا تجلیٰ کا یہ عالم ہے کہ جیسے طور کا ٹکڑا
نہ خاکی ہے نہ ناری ہے یہ ننھا کرمکِ شب تاب یدِ بیضا سے ہے نکلا ہوا اک نور کا ٹکڑا
کبھی جلتا کبھی بجھتا کبھی پرواز کرتا ہے نہ جانے کیوں تڑپتا ہے یہ ننھا نور کا ٹکڑا
نہ جانے کب کسی کے شمعِ حسن حقیقت پر یہ جگنو بن گیا ہے آپ جل کر نور کا ٹکڑا
نگاہوں میں تڑپ جاتی ہے برقِ طور کی تابش چمن میں جب چمکتا ہے یہ بن کر نور کا ٹکڑا
اگر جس دل کو داغِ عشق کی سوزش گوارا ہو تو بن جائے گا وہ دل فطرتاً" اک نور کا ٹکڑا
جسے کہتے ہیں جگنو ہے نظر افروز اے خاور
یہ چھوٹا حسن کا پیکر یہ ننھا نور کا ٹکڑا

—:۱۴:—

عشق کو لذت کشِ آزار دیکھا کیجئے پاؤں کے ہر آبلے میں خار دیکھا کیجئے
درد سے بڑھ کر نہیں ہے مونسِ شامِ فراق خانۂ دل میں یہی غمخوار دیکھا کیجئے
دیکھنے والو وہ عارض دیکھنے سے پیشتر فتنہ ہائے کاکلِ خم دار دیکھا کیجئے
جب حجابوں میں وہ چھپ جاتے ہیں دکھلا کر جھلک دل کی اس دم حسرت دیدار دیکھا کیجئے
انتہائے جستجو میں اپنی منزل کی طرف مرکبِ امید کی رفتار دیکھا کیجئے
ہے نگاہوں سے تری کیفیتِ صہبا عیاں دل کی حسرت ہے انہیں ہر بار دیکھا کیجئے
ہاتھ سے چھوٹے نہ خاور دامنِ صبر و رضا
جو دکھائے آسماں ناچار دیکھا کیجئے

—:۱۵:—

عشق کی منزل میں کوئی راہ نما ملتا نہیں　　دشمنِ جاں تو بہت ہیں آشنا ملتا نہیں
مدتوں سے گردشِ افلاک کا مرکز ہوں میں　　شوخیء تقدیر کوئی آسرا ملتا نہیں
کوئی بحرِ بے کراں میں ہے نہیں پرسانِ حال　　میری ناؤ ڈوبتی ہے ناخدا ملتا نہیں
پھر خیال و خواب کی دنیا بسا کر چل دیئے　　ڈھونڈتا ہوں اور نشانِ نقشِ پا ملتا نہیں
فرقتِ جاناں میں خاور زندگی بے کیف ہے
جی رہا ہوں اور جینے کا مزا ملتا نہیں

—:۱۶:—

بنا کر اپنے جلووں سے مجھے دیوانہ جاتے ہیں　　ذرا آواز دینا یہ جو بے باکانہ جاتے ہیں
اگر ہم دیکھتے ہیں راہیء دیر و حرم کوئی　　تو ہم بہرِ طوافِ کوچہء جانانہ جاتے ہیں
حرم والوں میں تو رہتا ہے تیرا ذکر رہتا ہے　　مگر ہم دیکھنے تجھ کو سوئے بت خانہ جاتے ہیں
خدا جانے ہے ذوقِ عشق یا حسنِ طلب یارو!　　کہ شمع حسن پر ہم صورتِ پروانہ جاتے ہیں
سوئے مقتل خوشی میں جھومتے اور ناچتے گاتے　　عجب اک شان سے ہم لوگ بے باکانہ جاتے ہیں
نقابِ رخ الٹ کر پوچھتے ہیں بے نیازی سے　　یہ کون آباد کرنے کے لئے ویرانہ جاتے ہیں؟
اثر ہو یا نہ ہو خاور یہ ہے تقدیر کے ہاتھوں
مگر ہم بھی سنانے کے لئے افسانہ جاتے ہیں

—:۱۷:—

حسن سے رسم و راہ کرتا ہوں　　عشق کو بے پناہ کرتا ہوں
عظمتِ عشق مجھ سے باقی ہے　　حسن ہی کو گواہ کرتا ہوں
لاکھ عجز و نیاز سے یا رب　　اعترافِ گناہ کرتا ہوں
جذب و جوشِ جنون و محویت　　اپنی ہستی تباہ کرتا ہوں
ہے تری ذات قبلہء مقصود　　تیرا در قبلہ گاہ کرتا ہوں
رحمتِ حق کو جوش آ جائے　　سوئے بطحا نگاہ کرتا ہوں
دیکھ خاور کی سمت بھی اک دن
انتظارِ نگاہ کرتا ہوں

—:۱۸:—

طلبگارانِ صادق زندگی برباد کرتے ہیں   وفورِ شوق میں دنیائے عشق آباد کرتے ہیں
وہیں دیدار سے تیرے دل اپنا شاد کرتے ہیں   حرم یا دیر میں تجھ کو جہاں ہم یاد کرتے ہیں
حریصِ لذتِ آزار ہیں زخمِ جگر میرے   دہن کھولے ہوئے بہرِ نمک فریاد کرتے ہیں
جہانِ عشق میں دیکھا گیا ہے، اہلِ دل اکثر   انہیں کا نام لیتے ہیں انہیں کو یاد کرتے ہیں

وہ اتنی بے نیازی ہم سے دکھلاتے ہیں اے خاور
زہے یہ کم نصیبی جس قدر ہم یاد کرتے ہیں

—:۱۹:—

بالائے بام آج جو وہ بے نقاب ہے   دنیا کا ذرہ ذرہ گویا آفتاب ہے
جس کی تجلیات سے روشن ہے کائنات   وہ حسنِ دلربا ابھی زیرِ نقاب ہے
کیا کیا ہیں میرے حال پر ان کی نوازشیں   "دیوانہ" ان کی بزم میں میرا خطاب ہے
آ جاؤ اب کہ صرف مسیحائی کا ہے کام   حالت مریضِ عشق کی حد سے خراب ہے
ہر دل میں دردِ عشق کی بھر دی ہیں لذتیں   ان کی ہر اک نگاہ بڑی کامیاب ہے
محفل تمام اٹھ گئی نقشہ بدل گیا   اے دل ابھی تو مائلِ چنگ و رباب ہے

خاور سنبھل کے رکھئے قدم راہِ عشق میں
اچھا نہیں ہے وقت زمانہ خراب ہے

—:۲۰:—

اسیری میں کسی کی یاد جو بے اختیار آئی   سمٹ کر سارے گلشن کی قفس میں پھر بہار آئی
نہ مجھ کو فکر ہے جاں کی نہ مجھ کو ہوش ایماں کا   طبیعت ایک کافر پر مری دیوانہ وار آئی
وہیں صحرا کا نقشہ پھر گیا میری نگاہوں میں   کسی نے کہہ دیا چپکے سے گلشن میں بہار آئی
مری فریاد کو سن کر وہ کہتے ہیں رقیبوں سے   نہ جانے درد میں ڈوبی ہوئی کس کی پکار آئی

ذرا ہشیار خاور جلوہ گاہِ بزمِ جاناں میں
وہ اک بجلی تڑپ کر جانبِ صبر و قرار آئی

—:۲۱:—

امیدوں کا پیری میں خوں ہو رہا ہے   مری نوجوانی کو آواز دینا
محبت کے نغمے سنائے تھے جس پر   ذرا مجھ کو مطرب وہی ساز دینا
ابھی جی اٹھے گا تغافل کا مارا   ذرا مسکرا کر تو آواز دینا
مرے نالے یکسر اثر سے ہیں خالی   تو اے عشق! کچھ سوز کچھ ساز دینا
جو دینا ہے کچھ مجھ کو دستِ کرم سے   جنونِ محبت کا انداز دینا
تمہیں صرف پہچاننا چاہتا ہوں   مجھے ایک دل محرمِ راز دینا
ابھی تک وہ خاور کو ہے یاد' ساقی
ترا ساغرِ مے بصد ناز دینا

—:۲۲:—

اٹھا اشکوں کا طوفاں سوزِ غم کا ترجماں ہو کر   "مری آنکھوں سے حسرت پھوٹ نکلی داستاں ہو کر"
اسیری میں مجھے جب یاد آئی آشیانے کی   زمانے بھر کو تڑپایا نوا سنجِ فغاں ہو کر
تصور میں تخیل میں نگاہوں میں سمائے ہیں   وہ چھائے ہیں مری دنیائے دل پر آسماں ہو کر
حقیقی سوز کر سکتے نہیں فریاد میں پیدا   عنادل لاکھ نوحہ خواں ہوں میرے ہم زباں ہو کر
نظر ڈالی کچھ اس انداز سے اس نے مرے دل پر   گری برقِ تجلی چشمِ عالم سے نہاں ہو کر
نہیں منت کشِ پیکِ اجل یہ زندگی میری   وہ خود پامال کردیں گے مجھے نامہرباں ہو کر
یونہی تم چپکے چپکے اشک برساتے رہو خاور
کسی دن رنگ لائیں گی یہ آنکھیں خوں فشاں ہو کر

—:۲۳:—

شبِ فرقت یہ مرے مرنے کا ساماں نکلا   ضبطِ الفت کا جو شیرازہ پریشاں نکلا
کیا بتاؤں تجھے رنگِ گلستاں ہمدم   سیر کرکے کوئی نکلا تو پریشاں نکلا
عشق کی وادیء پر خار تھی جو پیشِ نظر   لے کے دیوانہ ترا ہمتِ مرداں نکلا
کیا بتاؤں میں تری بزم سے نکلا کیوں کر   لے کے ارمانوں کی دنیا کو پریشاں نکلا
کب عیادت کیلئے آئے وہ بالیں پہ مری   جب مرے لب پہ نفس آخری مہماں نکلا
کوئی میکش نہ رہا بزم میں تو پھر ساقی   جام و مینا لئے بادیۂ حیراں نکلا

ان کے کوچے میں جو دم توڑ رہا ہے خاور
للہ الحمد کہ یہ آخری ارماں نکلا

—:۲۴:—

عاشق کو کب یاد کرو گے — غم سے کب آزاد کرو گے
دل حاضر ہے سر حاضر ہے — لو تم بھی کیا یاد کرو گے
چھوڑ کے مجھ کو غیر کو چاہا — یوں مجھ کو برباد کرو گے؟
تم سے یہی امید تھی صاحب — دل میرا ناشاد کرو گے
سنگِ لحد کو دیکھ کر میرے — روؤ گے اور یاد کرو گے
غم سے رہائی سب کو بخشی — مجھ کو کب آزاد کرو گے
عرشِ بریں تک کانپ اٹھے گا
خاور گر فریاد کرو گے

—:۲۵:—

بقا چاہتا ہوں، فنا چاہتا ہوں — نہ معلوم میں تم سے کیا چاہتا ہوں
کسی کی نظر سے نظر لڑ گئی ہے — اس آغاز کی انتہا چاہتا ہوں
تری ان نگاہوں کی تاثیر توبہ — مجھے تھامنا میں گرا چاہتا ہوں
عنایت سے اب ساقیٔ خوش ادا کی — میں رندِ بلا نوش ہوا چاہتا ہوں
غنیمت یہ لمحے ہیں اے ہم صفیرو — میں اس باغ سے اب اڑا چاہتا ہوں
ہے دنیائے دوں سے وفا کی توقع — ذرا دیکھنا میں یہ کیا چاہتا ہوں
اچٹتی ہوئی اک نظر تو ادھر بھی — کہ میں سوزِ غم کا مزا چاہتا ہوں
ازل سے تری رہگذر میں اے جاناں — میں اک نقشِ پا ہوں مٹا چاہتا ہوں
یہ مجبوریاں ہائے اس دل کی خاور
محبت میں اس کی رضا چاہتا ہوں

—:۲۶:—

مجھے اپنے قابل بنا جایئے گا — یہ تھوڑی سی تکلیف فرما جایئے گا
بڑا مضمحل ہوں بڑا مضطرب ہوں — حضور! اپنا جلوہ دکھا جایئے گا

سنور جائے گی میرے دل کی یہ دنیا — توجہ ذرا کچھ تو فرمایئے گا
نگاہِ کرم ہاں! یقیناً" اٹھے گی — کبھی حال میرا جو سن پایئے گا
بڑی دیر سے حکم کا منتظر ہوں — طلب در پہ سرکار فرمایئے گا
اگرچہ نہیں آستاں کے میں قابل — مگر پھر بھی یاں سے نہ اٹھوایئے گا
میسر ہو خاور کو ہر دم حضوری
رہِ دلنوازی گر اپنایئے گا

—:۲۷:—

الفت کے راز مجھ کو بتایا کرے کوئی — آنکھوں سے میرے ہوش اڑایا کرے کوئی
ہوگا عیاں نظر سے مرا قتلِ بے گناہ — دھبہ لہو کا لاکھ مٹایا کرے کوئی
موزوں جو کر رہا ہوں میں اشعارِ دلگداز — کاش اپنے دل کے ساز پہ گایا کرے کوئی
کنجِ لحد میں سوتا ہوں دنیا سے بے نیاز — آ کر نہ روز مجھ کو جگایا کرے کوئی
ایسا نہ ہو کہ اس میں بھی آجائے انقلاب — ہنس ہنس کے اس قدر نہ رلایا کرے کوئی
یہ مشتِ خاک مری لپٹ جائیگی کبھی — دامن کو اپنے لاکھ بچایا کرے کوئی
تسکینِ دل کے واسطے خاور شبِ فراق
افسانہ مجھ کو انکا سنایا کرے کوئی

—:۲۸:—

مرا دل وفاؤں سے معمور کر دے — فسانہ محبت کا مشہور کر دے
بھلا دے تو رنجش کی سب پہلی باتیں — ذرا دیکھ کر مجھکو مسرور کر دے
مجھے عشق کی تو وہ منزل دکھا دے — جو اس دل کو دنیا سے رنجور کر دے
خدارا مجھے بھی وہ جلوہ دکھا دے — جو مجھ کو بھی مانندِ منصور کر دے
محبت کی تکمیل از ترکِ خواہش — طبیعت سے حرص و ہوا دور کر دے
یہ آئینہء دل ہے جلوؤں کا مرکز — تجلی سے نورٌ علیٰ نور کر دے
سنا قصہء درد اس طرح خاور
جو دنیا کو رونے پہ مجبور کر دے

—:۲۹:—

خدا کے واسطے اے حسن اتنا تو کرم کر دے
مجھے مجذوب کر کے عشق میں ثابت قدم کر دے

کہاں تک ٹھوکریں کھاتا پھروں صحرائے وحشت میں
بتا کر راز الفت کا مجھے آزادِ غم کر دے

محبت میں امیدِ عیش کا رکھنا حماقت ہے
یہ حسرت ہے کہ تو میری ہر اک راحت کو غم کر دے

ضرورت ہے مجھے ایسی نگاہِ خاص کی ساقی
جو اس پیمانۂ دل کو مثالِ جامِ جم کر دے

تری درگاہ میں خاور کی ہر دم ہے دعا یا رب
کہ بہرِ خواجۂ کونین مجھ پر بھی کرم کر دے

—:۳۰:—

حسنِ عالم آشنا کی جستجو پردے میں ہو
ہو اگر پوری تو میری آرزو پردے میں ہو

بھر رہا ہوں میں شرابِ حسن سے جامِ نظر
ساقیا یہ مشغلِ مینا سبو پردے میں ہو

آشکارا ہو نہ جائے داستانِ حسن و عشق
اب مریضِ غم کا خونِ آرزو پردے میں ہو

پھر بپا ہونے لگا شورِ قیامت ہر طرف
تو خدا کے واسطے اے خوبرو پردے میں ہو

دے دے پھر اپنی نگاہوں سے پیامِ زندگی
خاورِ دل سوختہ کی آبرو پردے میں ہو

❀

یہ کیسی نسیمِ سحر آ رہی ہے
پیامِ سکوں سب کو پہنچا رہی ہے

مسرت سے ہر شاخ لہرا رہی ہے
خوشی سے ہر اک جھومتی جا رہی ہے

کلی پھول کی کیف برسا رہی ہے
تو بلبل بھی دل اپنا بہلا رہی ہے

محبت کی ہر شے سے بو آ رہی ہے
مجھے ایسے میں ان کی یاد آ رہی ہے

خیالوں میں خوابوں میں رنگیں فسانے
نگاہوں میں رقصاں ہیں گذرے زمانے

گھٹا کالی کالی جو چھائی ہوئی ہے
اندھیرے نے چادر بچھائی ہوئی ہے

بہار ان کے گالوں پہ آئی ہوئی ہے
یہ فطرت کی گویا سجائی ہوئی ہے

خدا نے یہ شمع جلائی ہوئی ہے
مگر زد میں زلفوں کے آئی ہوئی ہے

یہ کیوں مجھ سے صورت چھپائی ہوئی ہے
مری جان ہونٹوں پہ آئی ہوئی ہے

مرے قلبِ مضطر کی تسکین تم ہو
مری آس' دنیائے رنگین تم ہو

تمہیں دل کا حاصل بنایا کریں گے — نظر میں تمہاری سمایا کریں گے
تمہیں حال اپنا سنایا کریں گے — جو ہیں داغ دل کے دکھایا کریں گے
سنا کر یہ قصہ رلایا کریں گے — اور آگ اپنے دل کی بجھایا کریں گے
تمہیں دیکھ کر غم مٹایا کریں گے — محبت کی دنیا بسایا کریں گے

مری آرزوؤں کا حاصل تمہیں ہو
تمنائے دل ہو یا دل ہی تمہیں ہو

فہرست مطبوعات خاور سہروردی

	صفحات
تذکرہ و ملفوظات حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردیؒ	۲۲۴
یادگارِ سہروردیہ: حضرت قبلہؒ کے سلسلے کے مشائخین کا تذکرہ	[illegible]
تذکرہ و فرمودات حضرت پیر سید احمد شاہ قادریؒ (المعروف زلفوں والے [illegible] پیر)	۷۰
شعاعیں: نعتوں' مناقب اور غزلوں کا مجموعہ	۲۴
فروغ و فراغ: حمد و نعت' غزلیات اور نظموں کا مجموعہ	۸۰
خاور پارے: رباعیات پر مشتمل مجموعہ کلام جن میں اکثر قطعات طنز و مزاح کے رنگ میں درحقیقت اصلاحی پہلو کی ترجمان ہیں	۴۸

ناشران

(۱) حسیب خاور سہروردی۔ (۲) رمیز خاور سہروردی

فروخت / تقسیم کنندگان

(۱) زین حسیب خاور + حسن حسیب خاور + معز رمیز خاور
۶۱ یثرب کالونی' ملتان روڈ لاہور (فون : 37599887)
(۲) میسرز نذیر سنز' ۴۰ اے اردو بازار' لاہور (فون : 37123219)

شعاعیں : خاور سہروردی کی نعتوں میں جذبے کی فراوانی ہے۔ قلب و نظر کی شادمانی ہے۔ حب نبویؐ کی حدت ہے۔ اپنے مرشد کی عقیدت کی شدت ہے۔ اس وفور میں وہ نعت نگاری کے ہر مشکل مقام سے آسانی اور کامیابی سے گزرتے چلے گئے۔ یوں محسوس ہوا کہ جیسے صبح کاذب کے ملگجے اندھیرے میں وہ خورشید خاوری کے مثیل ہیں، صحن گلشن سے گذر رہے ہیں۔ پھولوں کو صدائے سرمدی سنا رہے ہیں۔ انہیں رنگ و نکہت عطا کر رہے ہیں۔ جس طرح پھول سے خوشبو اٹھے تو وہ چمن کی دیوار عبور کر جاتی ہے اسی طرح خاور سہروردی کی نعت اس کتاب کے صفحات میں مستور نہیں رہتی بلکہ اس کا تقدس دل و دماغ کو سرشار کر دیتا ہے۔ میں نے ورق گردانی شروع کی تو ہر شعر پر منہ سے بے اختیار "سبحان اللہ" نکل جاتا' دل سے خاور سہروردی کے لئے دعا نکلتی' وہ کتنے خوش قسمت تھے کہ پیر کامل کی اک نگاہ دل نواز نے ان کی دنیا بدل دی۔ وہ گمراہی کے اندھیروں سے نکل کر آگہی کے اجالوں میں آگئے اور اب اس اجالے کی "شعاعیں" قلب و نظر کے تمام سلسلوں کو منور کر رہی ہیں۔

انور سدید

***

"فروغ و فراغ" : خاور سہروردی کی ایک عمر کے فنی ریاض اور کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس صدی کے دوران اردو شاعری کے کئی روپ سامنے آئے ہیں جن کا اپنا اپنا حسن اور اپنا لطف ہے۔ فارسی اور اردو کی سدا بہار صنف غزل نے بھی اسلوب اور معنوی اعتبار سے نئے ڈھنگ اختیار کئے ہیں لیکن غزل غزل ہی رہی۔ البتہ نئی نظم نے مثنوی اور مسحط کے روایتی انداز سے اس حد تک انحراف کیا کہ بعد المشرقین کی سی صورت حال پیدا ہو گئی۔ نظم جدید سے پہلے ایک عبوری دور بھی نظم پر ایسا گزرا ہے کہ جس کا ذائقہ ابھی تک محسوس کیا جا سکتا ہے۔ میری مراد اخلاقی' دینی' سیاسی اور طنز و مزاح کی اس روایت سے ہے جو کہ اکبر الہ آبادی سے شروع ہوئی۔ اردو میں علامہ اقبال علیہ رحمتہ نے سنجیدہ علمی سطح پر اس کو وہ رنگ ڈھنگ بخشا کہ جس کا جواب ممکن نہیں۔ خاور سہروردی اسی اسلوب اور اسی انداز کے شاعر ہیں گویا یہ کہہ رہے ہیں کہ:

ع ما از پئے سنائی و عطار آمدیم

ان کے ہاں غزل میں روایتی اسلوب کا نکھرا ہوا آہنگ سنائی دیتا ہے تو نظم میں دینی اور اخلاقی قدروں کی سنگ باری بھی ہے۔ بنیادی قدروں کی بات کی جائے تو اس میں پارٹی پروپیگنڈا جیسی اکتا دینے والی کیفیت در نہیں آتی اور اسی طرح طنز و مزاح میں کاٹ کتنی ہی تیز ہو اور وار کتنا ہی بھرپور کیوں نہ ہو اس میں ذوق کی شستگی اور خوش مزاجی' انشراح کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ جلی کٹی سنانے والا اوچھا پن جو طبیعت کو منغض کر دیتا ہے۔ در نہیں آتا۔ یہ چند خصوصیات ہیں کہ "فروغ و فراغ" کے قارئین کتاب کے مطالعہ کے دوران یقیناً" بے لطف نہیں ہوں گے۔ باقی یہ معاملہ شعر کا ہے اور ہر قاری شعر سے اپنے ظرف اور مزاج کے مطابق حظ اٹھاتا ہے یعنی بقول غالب:۔

دل حسرت زدہ تھا مائدۂ لذت درد کام یاروں کا بقدر لب و دنداں نکلا

(پروفیسر) حکیم راحت نسیم سودھروی

"مطب ہمدرد" اقبال ٹاؤن لاہور